SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Tuesday, August 12, 1997

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at twenty two minutes after six in the evening, with Mr. Chairman (Mr. Wasim Sajjad) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

بسم اللہ الرحمن الرحیم

واذا ما انزلت سورة نظر بعضهم الی بعض هل یریٰکم من احد ثم انصرفوا
صرف الله قلوبهم بانهم قوم لا یفقهونO لقد جآء کم رسول من انفسکم
عزیز علیه ماعنتم حریص علیکم بالمومنین رؤف رحیم O

ترجمہ: اور جب کوئی سورت اترتی ہے ان میں ایک دوسرے کو دیکھنے لگتا ہے۔ کہ کوئی تمہیں دیکھتا تو نہیں۔ پھر پلٹ جاتے ہیں اللہ نے ان کے دل پلٹ دیئے کہ وہ ناسمجھ لوگ ہیں۔ بے شک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول۔ جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے۔ تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے مسلمانوں پر کمال مہربان مہربان۔

PANEL OF PRESIDING OFFICERS

Mr. Chairman: In exercise of the powers conferred by Rule 14 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, I nominate the

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Tuesday, August 12, 1997

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at twenty two minutes after six in the evening, with Mr. Chairman (Mr. Wasim Sajjad) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

بسم اللہ الرحمن الرحیم

واذا ما انزلت سورۃ نظر بعضھم الی بعض ھل یرٰکم من احد ثم انصرفوا
صرف اللہ قلوبھم بانھم قوم لا یفقھونO لقد جآء کم رسول من انفسکم
عزیز علیہ ماعنتم حریص علیکم بالمومنین رؤف رحیم O

ترجمہ: اور جب کوئی سورت اترتی ہے ان میں ایک دوسرے کو دیکھنے لگتا ہے۔ کہ کوئی تمہیں دیکھتا تو نہیں۔ پھر پلٹ جاتے ہیں اللہ نے ان کے دل پلٹ دیئے کہ وہ ناسمجھ لوگ ہیں۔ بے شک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول۔ جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے۔ تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے مسلمانوں پر کمال مہربان مہربان۔

PANEL OF PRESIDING OFFICERS

Mr. Chairman: In exercise of the powers conferred by Rule 14 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, I nominate the

following members, in order of precedence , to form the panel of Presiding Officers for this session of the Senate:

1. Ch. Muhammad Anwar Bhinder
2. Syed Masood Kausar
3. Prof. Sajjid Mir.

LEAVE OF ABSENCE

جناب چیئرمین : جناب احسان الحق پراچہ صاحب ملک سے باہر ہونے کی وجہ سے گزشتہ اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے۔ اس لئے انہوں نے ایوان سے گزشتہ مکمل اجلاس کے لئے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین : جناب حسین شاہ راشدی صاحب گزشتہ اجلاس کے دوران بوجہ علالت 26 تا 2 جولائی اجلاس میں شرکت نہیں کرسکے اس لئے انہوں نے ایوان سے ان تاریخوں کے لئے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین : صدیق خان کانجو صاحب نے اطلاع دی ہے کہ وہ ملک سے باہر ہونے کی وجہ سے آج اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔ جی جناب رضا ربانی صاحب آن پوائنٹ آف آرڈر۔

POINTS OF ORDER

1. Re: THE QUESTION HOUR NOT BEING TAKING PLACE.

میاں رضا ربانی : جناب چیئرمین I am grateful سب سے پہلے تو میں آپ کی توجہ اس بات پر دلاؤں گا کہ اجلاس کے سمن کسی بھی ممبر کو نہیں ملے۔ اخبارات اور ٹی وی میں ٹائم دیا گیا تھا وہ پانچ بجے تھا۔ اور اب ساڑھے چھ بج چکے ہیں یعنی ڈیڑھ گھنٹے کی تاخیر اور وہ تاخیر

آپ کی وجہ سے یا سینٹ سیکرٹریٹ کی وجہ سے نہیں ہوئی۔ وہ تاخیر صرف اس وجہ سے ہوئی کہ حکومتی پارٹی کی پارلیمانی میٹنگ چل رہی تھی اور میرا خیال ہے کہ مجھے یاد پڑتا ہے کہ آپ کی کافی observations اس بات پر ہیں کہ پارلیمنٹری پارٹی کا اجلاس سینٹ کے اجلاس سے زیادہ اہم نہیں ہے۔ لہذا اجلاس کو ٹائم پر شروع ہونا چاہیئے۔

جناب چیئرمین! دوسری طرف میں آپ کی توجہ اس بات پر دلانا چاہتا ہوں کہ میرے سامنے اس وقت دو آرڈرز آف دی ڈے موجود ہیں۔ ایک آرڈر آف دی ڈے جو مجھے صبح دس بجے یا ساڑھے دس موصول ہوا جس کے اندر دیا گیا ہے ایٹم نمبر ۱ recitation from the Holy Quran اور پھر ایٹم نمبر ۲ جو ہے وہ دیا گیا ہے bill to be introduced. حالانکہ آج پرائیویٹ ممبرز ڈے نہیں ہے اور رولز آف پروسیجر کے تحت، جن کی طرف میں ابھی آپ کی نشاندہی کرواؤں گا۔ question hour جو ہے وہ ہوتا ہے as item No. 2. اور اس کے بعد ایڈجرنمنٹ موشن، پریویلج موشن اور پھر نارمل بزنس آف دی ہاؤس لیا جاتا ہے۔ اس کے ساتھ پھر یہ غالباً سپلیمنٹری آرڈر آف دی ڈے ہے۔ سپلیمنٹری آرڈر آف دی ڈے میں بھی وزارت پارلیمنٹری امور کو اس بات کی توفیق نہیں ہوئی کہ وہ اس بات کو indicate کرے کہ سوالات کا وقفہ اس میں ہونا چاہیئے۔

Sir, this is a clear violation of the rules. I would like to draw your attention to Rule 38 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, Rule 38 states Sir:

"except as otherwise provided in these rules...."

And I have gone through the rules, there is no other exception of Question Hour not taking place.

"except as otherwise provided in these rules, the first hour of every sitting, after the recitation from the Holy Quran and the making of oath by members, if any, shall be available for the asking and answering of questions provided that there shall be no Question Hour on Monday as Monday being Private Members Day."

Sir, Therefore, Rule 38 is mandatory. Rule 38 is abundantly clear that except for Monday which is a Private Members Day, each sitting of the House

after the recitation of the Holy Quran shall commence with question hour and question hour sir, is an hour where the Governments accountability is held by the Opposition and here, we find that there is no question hour. The reason which would be given would be that since the session was called in haste, now the point is that there is no apparent need for the session to have been summoned in haste, I would now like to draw your attention to Rule 39 and what does Rule 39 say?

Rule 39 says that "not less than 13 clear days notice of a question shall be given unless the Chairman with the consent of the Minister concerned allows a question to be asked at a shorter notice". So, it is 13 clear days notice sir, and I would like to draw your attention to the very fact that the last session of the Senate was prorogued on the 3rd of July, 1997. So, more than 13 clear days notice was available for the questions which have been moved by us and I know that a number of questions had been moved immediately after the session and 13 clear days notice was available. The other point that I would like to bring to your notice sir, is that this has been done deliberately by the Government to try and avoid accountability because the Senate Secretariat was ready. The Senate Secretariat was ready because on the 7th or 8th of August, a list of the questions for oral answers which is here with me, which is with the Senate Secretariat, says Senate Secretariat questions for oral answers to be asked at a sitting of the Senate to be held on Tuesday, the 12th of August, 1997. So, that means that the Government had given an indication, it may have changed its mind subsequently for not holding the session but it had in its mind that on the 12th of August the session would be held. So, this list was circulated, questions were there, it is the malafide intention of the Government to avoid accountability, to run away from Parliament, to run away from accountability on the floor of the House that today

they have not brought question hour on the orders of the day. We protest in the strongest possible terms and we would like through you, the Government to assure us that they will in future not avoid the question hour and give us a reason today as to why question hour has been deliberately avoided by them.

جناب چیئرمین۔ میاں صاحب انہوں نے دو باتیں کہی ہیں ایک تو انہوں نے یہ کہا ہے کہ اجلاس تاخیر سے شروع ہوا ہے' پانچ بجے کا وقت تھا اور دوسرا انہوں نے کہا ہے کہ جی Question Hour نہیں رکھا گیا' دو باتیں ہیں۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو۔ جی میں یہ عرض کرتا ہوں کہ پارلیمانی پارٹی کا اجلاس درست ہے کہ اس اجلاس کا حصہ قرار نہیں دیا جا سکتا لیکن وہ اسی ایوان کے business سے متعلق تھا اور میرے فاضل دوست جب خود پارلیمانی وزیر تھے تو اس وقت اکثر یہ ہو جاتا تھا کہ ہم انتظار کرتے تھے لیکن میں یہ عرض کروں گا کہ ہماری یہ کوشش ہے کہ آئندہ اجلاس میں غیر ضروری تاخیر نہ ہو لیکن آج ایک ایسا معاملہ زیر بحث تھا جس کی بناء پر پارلیمانی پارٹی کے اجلاس میں وقت لگا لیکن ہم انشاء اللہ کوشش کریں گے۔

جناب چیئرمین۔ آئندہ خیال رکھیں۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو۔ کچھ چیزیں آج بتانے کی اجازت دے دیجئے' کچھ میں کل بتا دوں گا۔ میں آپ کو یہی بتا سکتا ہوں کہ اچھی باتیں تھیں' مفید باتیں تھیں۔ دوسرا میں یہ عرض کروں گا کہ یہ Question Hour یہاں mention ہونا چاہئیے تھا لیکن میں آپ سے عرض کروں گا کہ میں move کرتا ہوں کہ جو rule concerned ہے وہ suspend کر دیا جائے۔

Mian Raza Rabbani: What is the reason? Why question hour is being suspended?

The Government, when the last amendment was being moved in the Constitution, gave a clear cut assurance on the floor of this House that in future no suspension of rules will take place. They again want to suspend rules for what reasons? Sir, the question is that they very well knew that the session is to take

place on the 12th. They had ample notice, they must have moved a summary for the President. That is another thing if they summon the session without the President's approval. But if they have taken his approval then a summary should have gone, a summary should have come back. They had ample time. The Senate Secretariat was ready, 13 clear days notice was present. The Senate Secretariat circulated the questions that were to come up on the 12th, then why is the Government running away from accountability on the floor of the House?

(مداخلت)

Mr. Chairma: Point of order, it has to be disposed of before you can start another one.

ڈاکٹر صفدر علی عباسی ۔ اس میں ---

جناب چیئرمین۔ چلیں آپ کے لیے خاص رعایت ہے ۔

ڈاکٹر صفدر علی عباسی ۔ جناب بڑی مہربانی ۔ بالکل میرے لیے بہت رعایت ہے جی۔ میرے لیے ہونی بھی چاہیئے ۔ عالی صاحب میرے لیے رعایتیں ہونی بھی چاہیئں۔ جناب میں عرض کرنا چاہوں گا کہ کم از کم اگر اس پارلیمنٹ کی تاریخ آپ دیکھیں تو اس انداز میں question hour کو کھا جانا، یہ میں پہلی دفعہ دیکھ رہا ہوں ۔

جناب چیئرمین۔ آپ نے پہلی دفعہ دیکھا ہے کہ question hour کھا گئے ہیں ۔ میں نے تو کئی دفعہ دیکھا ہے ۔

ڈاکٹر صفدر علی عباسی ۔ جناب question hour کھا گئے ہیں اور اس انداز میں اس حکومت نے پہلی دفعہ question hour کو کھایا ہے اور اب کہتے ہیں کہ رولز سسپنڈ کریں۔ جبکہ گزشتہ دنوں میں یہ یقین دلا چکے ہیں کہ rules کی suspension نہیں ہو گی۔ We are going to tell میاں صاحب پارلیمنٹری افیئرز کے نئے وزیر ہیں، ہم suspension of rules کو قبول نہیں کریں گے اور .We will oppose the suspension to the best of our ability

جناب چیئرمین- وہ آپ کا حق ہے، ضرور کریں۔

میاں محمد یسین خان وٹو ۔جناب والا ! میں یہ عرض کروں کہ اصولی طور پر ہم حتی الوسع یہ کوشش کریں گے کہ رولز کو سسپنڈ نہ کیا جائے۔

But the very fact that the rules themselves provide that the rules wherever the need be, can be suspended, is a sufficient justification at times to suspend the rules.

Mian Raza Rabbani: Look at the wording of the Rule 236. If this is what the honourable Minister is saying then kindly read Rule 236.

Whenever any inconsistency, what is the inconsistency in eating up question hour today? Whenever any inconsistency or difficulty, what is the difficulty that question hour could not take place when the Senate Secretariat on the 8th of August circulates the list of questions for the 12th, what is the difficulty that arises in the application of these rules. These are the only two criteria under Rule 236 that the rules can be suspended. Can the honourable Minister for Parliamentary Affairs be good enough to explain to us what is the inconsistency or what is the difficulty that this Government is facing apart from the fact that it wants to run away from the question of accountability before Parliament?

Mian Muhamamd Yasin Khan Wattoo: Rule 236 sir, says whenever any inconsistency or difficulty arises in the application of these rules or is otherwise considered necessary, any member may move with the consent of the Chairman that any rule may be suspended in its application to a particular motion before the Senate and if the motion is carried, the rule in question shall stand so suspended. So, I would submit that it may not fall under the difficulty or under the inconsistency but it does fall or is otherwise considered necessary.

Mian Raza Rabbani: They are incompetent Ministers sitting then it is not the fault of this Parliament.

جناب چیئرمین۔ راشدی صاحب کو سنتے ہیں ۔جی راشدی صاحب۔ وہ بتائیں گے۔جی جناب۔

جناب حسین شاہ راشدی۔ چیئرمین صاحب! معاف کیجئے گا کہ انہوں نے کوئی بھی جواز اورمعقول وجہ question hour کے suspend کرنے کی نہیں بتائی ۔ مگر میں سمجھتا ہوں کہ جو منسٹر صاحب نے request کی ہے وہ قبول کرنی چاہیئے۔

جناب چیئرمین۔ چلیں یہ ٹھیک ہے۔

جناب حسین شاہ راشدی ۔ وجہ یہ ہے کہ ایک کمزور کشتی پر بھیڑ بہت ہو گئی ہے اور ابھی اتنی طویل میٹنگ کے بعد آپس میں ہاتھا پائی کرنے کے بعد یہ ہم سے نبرد آزما نہیں ہو سکتے ۔ لہذا مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے ۔

جناب چیئرمین۔ چلیں Now he has agreed. موشن پڑھیں ۔

Mian Muhammad Yasin Khan Watto: Sir, I move under Rule 236 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, that the requirement of Rule 38 regarding the question hour be dispensed with.

Mr. Chairman: It has been moved under Rule 236 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988 that the requirement of rule 38 regarding the question hour be dispensed with.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: The motion is adopted. Now, Aitzaz Sahib.

2. Re: SENATOR Mr. ASIF ALI ZARDARI TO ATTEND THE SESSION

چوہدری اعتزاز احسن۔ جناب والا! آپ کی روایت ہے کہ وقفہ سوالات کے بعد باقی ایجنڈے پر جانے سے پہلے آپ پوائنٹس آف آرڈر کی اجازت دیتے ہیں ۔ میں ایک مسئلے پر

آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ حالانکہ مجھے اس بات کا دکھ ہے کہ میاں یاسین وٹو صاحب جو ایک شریف النفس انسان ہیں ، ان کا پہلا عمل بطور وزیر جو اس ایوان میں ہوا ہے کہ اس ایوان کے ضوابط کار کو معطل کرایا۔ یہ بڑے دکھ کی بات ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اپنے گریبان میں جھانک کر وہ بعد میں بھی سوچیں گے تو سہی کیونکہ وہ ایک اچھے اور منجھے ہوئے پارلیمنٹیرین اور نیک انسان ہیں سو اس معاملے کو انہی کے ضمیر پر چھوڑتے ہوئے آپ کو ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ایک بڑے عرصے سے اور یہ واقعہ ماہ مارچ کا ہے کہ ہمارے ایک ساتھی اس ایوان کے ممبر منتخب ہوئے ۔ آج اگست کا مہینہ آ گیا ہے ، ہم نے جناب چیئرمین! بار ہا اس سلسلے میں گزارش کیے اور اس مسئلے پر ایک طویل بحث بھی ہوئی ہے کہ آپ ان کے یہاں پیش کئے جانے، کیونکہ وہ قید میں ہیں ، کے احکامات جاری کریں اور اس معاملے پر حکومت کی جانب سے بھی اور اپوزیشن کی جانب سے ، ان فاضل ممبران کی طرف سے خاصی سیر حاصل بحث ہوئی جنہوں نے اس مسئلے کو اٹھایا تھا۔

جناب چیئرمین ! میں آپ کی توجہ وزیر پارلیمانی امور کے اس بیان کی جانب دلاتا ہوں اور خوش قسمتی سے وہ موجود ہیں اور میں ان کی بہت عزت کرتا ہوں اور ان کو اس عہدے پر فائز ہونے کی مبارکباد بھی دیتا ہوں لیکن ساتھ میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جناب چیئرمین! آپ ہی کا حال ہی میں ایک بیان آیا تھا اور یقیناً وہ حکومت کی سوچ کی عکاسی بھی کرتا ہے اور جناب فاضل وزیر کی جانب سے ایک واضح قسم کا اس میں اشارہ ہے، ایک وعدہ ہے کہ اگر سینیٹر آصف علی زرداری کو سینٹ میں پیش کرنے کا جناب نے حکم فرما دیا تو حکومت کو ان کو یہاں پیش کرنے میں کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ اب جناب والا! یہ مسئلہ حکومت کی جانب سے بھی ظاہر ہے اب صرف اورصرف آپ پر یہ بات آن ٹھہری ہے اور ہم سے کافی مرتبہ آپ یہ دریافت فرماتے رہے ہیں کہ اگر حکومت آپ کی رولنگ، آپ کے فیصلے اورحکم پر عمل نہیں کرتی جیسا کہ آپ کی رائے میں پہلے ہوا ہے تو پھر آپ کس طرح اور کیونکر کوئی بھی ایسا حکم صادر فرمائیں جس کے بارے میں یہ اندیشہ ہو، فکر ہو، خیال ہو ، خدشہ ہو کہ حکومت اس پر عمل نہیں کرے گی۔ اب واضح طور پر جناب وزیر پارلیمانی امور نے یہ بیان کر دیا ہے ساری قوم کے سامنے یہ کہہ دیا ہے ، اپنی پریس کانفرنس میں انہوں نے فرمایا ہے کہ اگر آپ نے رولنگ دے دی کہ سینیٹر آصف علی زرداری کو ہاؤس میں پیش کیا جائے تو نہ صرف یہ کہ حکومت

کوکوئی اعتراض نہیں ہو گا بلکہ حکومت اس پر عمل کرے گی اور ان کو لے کر آئے گی۔ اب جناب چیئرمین! اس سے تو ظاہر ہوتا ہے کہ آصف علی زرداری کے یہاں آنے میں صرف آپ کافیصلہ یا آپ کا عدم فیصلہ حائل ہے ۔ اب ہماری یہ گزارش ہے کہ اس فیصلہ میں بہت تاخیر ہو گئی، بہت اس میں وقت گزر گیا ہے جناب چیئرمین! بہت اس پر بحث ہو گئی ہے، معاملہ چھوٹا سا ہے کہ وہ سینیٹر الیکٹ ہو چکے ہیں، ان کا اس کے تحت ایک استحقاق ہے اس ہاؤس میں بحث میں، یہاں کی کارروائی میں حصہ لینے کا تو جناب چیئرمین! آپ سے پھر درخواست ہے اس سیشن کے آغاز ہی میں اور میں سمجھتا ہوں کتنے ہی میرے دوست، میرے بھائی جو ایوان میں دوسری جانب بیٹھے ہیں ان میں پہلے سے بھی کچھ تو بے زبان تھے، کچھ ان کی بےزبانی میں حالیہ چودھویں ترمیم نے اضافہ کیا ہے مگر کتنے بھی بے زبان ہوں، ان سب کے دل بھی اسی طرح دھڑکتے ہیں کہ بھئی اگر سینیٹر ہے تو اس کو یہاں آنا چاہئیے۔ بھئی بھلے کبھی اگر وہ disqualify ہو جاتا ہے تو ہو جائے گا پھر دیکھی جائے گی۔ جب تک وہ سینیٹر disqualify نہیں ہوتا اس کو آنے تو دو اور ہمارے ساتھ بھی ذاتی طور پر، انفرادی طور پر ان میں تقریباً ہر ایک یہ سرگوشی کرتاہے دبے الفاظ میں، ہمیں یہی فرماتے ہیں سارے دوست کہ بھئی اس کو آنا تو چاہئیے ۔ ویسے شاید برملا وہ نہ کہہ سکیں، وزراء کا بھی خوف ہے کیونکہ وزراء میں بہت سارے وزیر اعظم صاحب کے جاسوس بھی بیٹھے ہیں جو جا کر ان کو بہت چھوٹی سی بات بھی بتا دیتے ہیں لیکن میں آپ سے گزارش کروں گا جناب چیئرمین! جب اتنی فراخ دلی سے وزراء کی جانب سے بات کرتے ہوئے کابینہ اور حکومت کی جانب سے بات کرتے ہوئے جناب وزیر پارلیمانی امور نے اس فراخدلی سے اس معاملہ کو نمٹا دینے کا عندیہ دیا ہے تو اب رکاوٹ صرف آپ کی جانب سے ہے جناب چیئرمین! اسی سیشن میں اس پر اگر آپ فیصلہ سنا دیں، آج سنا دیں نہیں تو کل سنا دیں تو یہ معاملہ آگے بڑھے گا۔

جناب چیئرمین: جی مجھے احساس ہے اس چیز کا اور جس طرح آپ نے فرمایا ہے اس پر بڑی تفصیل سے بحث ہوئی ہے اور یہ آپ جانتے ہیں کہ یہ اتنا آسان معاملہ نہیں ہے یعنی اس پر بڑی تفصیل سے بحث اس جانب سے بھی ہوئی اور اس جانب سے بھی ہوئی ۔ میرے لئے یہ ایک بڑی بھاری ذمہ داری ہے اور انشاء اللہ میں اسی سیشن کے دوران اس پر اپنا آرڈر ضرور سنا دوں گا ۔ اگر مجھے زیادہ وقت ملتا تو شاید میں پہلے اس کو کر دیتا لیکن اتنی بحث ہونا، اس کو

دیکھنا' کرنا اور پھر یہ ایک اہم معاملہ ہے تو اس کا فیصلہ انشاء اللہ اسی سیشن کے دوران میں سنا دوں گا۔ جی اقبال حیدر صاحب۔

سید اقبال حیدر۔ جناب چیئرمین! میں بہت ادب اور احترام کے ساتھ گزارش کروں گا کہ جب اس مسئلے پر بحث شروع ہوئی تھی تو اس وقت حکومت کو جو ورثے میں ملے ہوئے اٹارنی جنرل صاحب تھے، میں تو یہ نہیں کہوں گا کہ وہ اس حکومت کی نمائندگی کلی طور پر کرنے کے اہل بھی تھے یا نہیں، انہوں نے یہ stand لیا تھا کہ آپ کو production کا order جاری نہیں کرنا چاہئیے ۔ اب ہمیں خوشی ہوئی ہے کہ محترم وزیر پارلیمانی امور نے جنہیں پارلیمانی روایات اور پارلیمانی امور پر بڑا تجربہ حاصل ہے، انہوں نے کہا حکومت کی رائے اب بدل گئی ہے اور اب جو حکومت کی رائے ہے وہ یہ ہے کہ ــــــ

(مداخلت)

جناب چیئرمین: ان کی بدلی ہوئی رائے کو بھی زیر غور رکھوں گا لیکن میرے خیال میں فیصلہ میں نے قانون کے مطابق کرنا ہے ۔ ان کا بدلنا یا آپ کا بدل جانا، آپ بھی بدل گئے تھے ناں ۔

سید اقبال حیدر۔ نہیں جناب وہ تو آپ قانون کے مطابق کریں گے لیکن وہاں یہ ضرور خیال رکھیں کہ اس وقت کے اٹارنی جنرل نے جو باتیں کہیں تھیں وہ حکومت کا نقطہ نظر نہیں تھا۔

جناب چیئرمین: میرے لئے ان کا بدلنا یا آپ کا بدلنا اتنا اہم نہیں ہے میں تو فیصلہ کروں گا قانون پر۔ کل آپ کی بحث کچھ اور تھی، ان کی طرف سے بھی کچھ اور تھی۔ میں نے تو قانون پر فیصلہ کرنا ہے اور بڑے اہم ایشوز ہیں ان پر کافی تفصیل سے بحث ہوئی ہے، اعتزاز صاحب نے کی ہے، رضا ربانی صاحب نے کی ہے، آپ نے کی ہے، خالد انور صاحب نے کی ہے تو اب مجھے فیصلہ کرنا ہے تو رائے بدلنے سے بھی میرا فیصلہ تو قانون کے مطابق ہی ہو گا۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو۔ نہیں جناب چیئرمین! رائے بدلنے کا معاملہ میرے خیال میں کچھ دوسرے طریقے سے put کیا جا رہا ہے ۔

جناب چیئرمین: میں سمجھتا ہوں جی، میں سمجھتا ہوں۔

میاں محمد یسٰین خان وٹو: جہاں تک حکومت کا stand ہے اس سے پہلے کا میں تو اسی کو support کرتا ہوں۔ لیکن عدالت کے سامنے میرے بہت سارے دوست فاضل وکیل ہیں وہ عدالت کے سامنے بحث کرتے ہیں۔ لیکن عدالت جو فیصلہ کردیتی ہے اسے تسلیم کرتے ہیں۔تو حکومت کا stand وہی ہے ۔لیکن آپ کا جو فیصلہ ہے اس کا ہمیں انتظار ہے۔

جناب چیئرمین: تو انشاء اللہ جی اسی سیشن کے دوران I would do my best کہ میں فیصلہ سنا دوں ۔ جی جناب جاوید اقبال عباسی صاحب۔

حاجی جاوید اقبال عباسی: جناب چیئرمین! ہمارے محترم چوہدری اعتزاز احسن صاحب نے کہا ہے کہ ادھر سے ، ہماری طرف سے سرگوشیاں کر رہے ہیں اور کچھ ممبر ڈر رہے ہیں۔ یہ ان کی غلط فہمی ہے ۔ ہماری حکومت ، مسلم لیگ کی حکومت اتنی رحم دل اور حساس ہے کہ، جب شیخ رشید صاحب بہاولپور میں رہے تو اس کی کوٹھری کے سامنے دیوار باندھی گئی۔ لیکن وہاں آصف علی زرداری صاحب کے کمرے میں قالین، ٹی وی اور نو لاکھ روپے کی مشین اور ہر طرح کی facility مہیا کی گئی ہے، تو ان کو یہاں آنے کی کیا ضرورت ہے۔ وہ already وہاں بڑے آرام سے دن گزار رہے ہیں۔ ان سے پوچھیں جنہوں نے ہمارے ساتھ زیادتی کی ہے۔

جناب چیئرمین: جی جناب رضا ربانی صاحب۔

میاں رضا ربانی: جناب چیئرمین! جو عباسی صاحب نے بات کی ہے، کاش وہ حقیقت پر مبنی ہوتی۔

3. Re: POLICE BATON CHARGE ON WOMEN OUTSIDE THE PARLIAMENT HOUSE

جناب چیئرمین: سرگوشی والی یا facilities والی؟

میاں رضا ربانی: نہیں جناب وہ جو سوتوں کی انہوں نے بات کی ہے۔ ادھر میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ میں نہایت ہی احترام کے ساتھ آپ کے ذریعے سے اس ہاؤس کی اور میرے خیال میں وزیر داخلہ بھی یہاں پر موجود ہیں، ان کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ جناب بڑے

افسوس کی بات ہے کہ ایک تو یہ گولڈن جوبلی سال ہے پاکستان کا اور پھر سونے پر سہاگہ کہ یہ گولڈن جوبلی ہفتہ ہے اور ہفتے میں بھی غالباً تیسرا دن جس کے بعد پاکستان کے پچاس سال مکمل ہوتے ہیں اور پاکستان کی جدوجہد' پاکستان کے قائد کی جدوجہد کے دو بنیادی اصول جمہوریت اور tolerance تھے۔ اور پاکستان مسلم لیگ (نواز گروپ) کی حکومت اور وزیر اعظم جو اپنے آپ کو اب قائد اعظم ثانی کے الفاظ سے کہلانا پسند کرتے ہیں' تین دن پہلے قائد اعظم کے ان دو اصولوں جمہوریت اور برداشت کی ' سیکرٹریٹ کے سامنے' نیشنل اسمبلی اور سینٹ کے سامنے ان دونوں اصولوں کی دھجیاں اڑائی گئیں۔ خواتین کی مرد پولیس نے جس بے رحمی کے ساتھ' جس دیدہ دلیری کے ساتھ بے حرمتی کی' اس کے لئے میرے پاس جناب چیئرمین! الفاظ نہیں ہیں۔ لیکن کیا کروں ستم ظریفی تو یہ ہے کہ آج کل کے دور نے' سائنسی دور نے ایسے آلات ضرور بنائے ہیں جو اس وقت کو ہمیشہ کے لئے' تاریخ کے لئے بند کر لیتے ہیں۔ اور جناب چیئرمین! میں آپ کے سامنے آپ کی خدمت میں: اس ہاؤس کے ریکارڈ پر یہ مختلف اسلام آباد کے اخبارات رکھتا ہوں۔ یہ آپ کو میں دکھاتا ہوں جناب' یہ آپ دیکھیں' آج کا "پاکستان" جس کے اندر خواتین کے اوپر دو پولیس والے یوں لپکے ہوئے ہیں۔ یہ یہاں پر ایک خاتون سڑک کے اوپر بے ہوش پڑی ہے' یہاں پر کس طرح دو پولیس کے لوگ' دو پولیس کے مسٹنڈے ایک نوجوان خاتون سے دست و گریباں ہو رہے ہیں۔ جناب چیئرمین! یہ ایک اور تصویر ہے "خبریں" کی جس میں آپ پھر دیکھیں' بشیر مٹہ صاحب آپ ایک democrat آدمی ہیں' آپ دیکھیں' فیصلہ میں آپ پر چھوڑتا ہوں' فیصلہ میں آپ کی جماعت پر چھوڑتا ہوں جو ایک جمہوری عمل اور جمہوری جدوجہد سے نکل آئی ہے۔ یہ کہاں پر ہے کہ ایک اسلامی مملکت کے اندر جہاں پر لاکھوں اور کروڑوں روپے وی آئی پی پولیس فورس کے اوپر استعمال کئے جا رہے ہوں وہاں پر یہ پولیس کے اہلکاروں کو دیکھیں وہ کس طرح ایک عورت کے ساتھ دست و گریبان ہوئے ہوئے ہیں۔ جناب چیئرمین! ایک اور اخبار "نوائے وقت" دیتا ہوں جس میں آپ کو پولیس کے مرد اہلکار خواتین کے اوپر لاٹھیاں برساتے ہوئے نظر آئیں گے۔ جناب چیئرمین! اگر آپ "ڈان" اخبار اٹھا کر دیکھ لیں تو اس میں یہ زخمی خاتون کی تصویر جس کے اوپر پولیس کی بربریت کی گئی اور وہ بھی پاکستان کے گولڈن جوبلی سال کے اندر چیئرمین صاحب! وہ آپ کے سامنے ہے۔ یہ میں آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں تاکہ یہ بات ہاؤس کے ریکارڈ کے اوپر رہے۔ اس کے علاوہ جناب چیئرمین صاحب! ایک 80

سالہ عمر کی خاتون کو مارا گیا ۔ جناب چیئرمین! پاکستان پیپلز پارٹی کے ان ورکروں کو تشدد کا نشانہ کیوں بنایا گیا۔ میں صرف دو منٹ آپ کے اور لوں گا۔ ان کو نشانہ اسلئے بنایا گیا کہ ہائی کورٹ کے آرڈر کے تحت پاکستان پیپلز پارٹی کی ایک لیڈر کو کہا گیا تھا کہ آپ وزارت داخلہ جائیں اور وہاں پر اپنا ECL کا معاملہ discuss کر کے واپس اس کی رپورٹ ہائی کورٹ میں دیں۔ کچھ ورکرز وہاں پر موجود تھے ۔ اس رہنما کی اے سی کے ساتھ بات ہو رہی تھی جبکہ پولیس کے پلین clothes کے لوگوں نے وہاں سے ایک پتھر پھینکا جو جاکر اے سی کو لگا اور وہ پتھر پاکستان پیپلز پارٹی کے لیڈر کے لئے تھا جو کہ ساتھ کھڑے ہوئے اے سی کو غلطی سے جاکر لگا۔ اس کے بعد سے یہ پورا تماشا شروع ہوا۔

جناب چیئرمین! بات یہاں پر ختم نہیں ہوتی ۔ چلیں آپ نے جو بربریت کرنی تھی، آپ نے جو مظاہرہ اپنی جمہوریت پسندی کا کرنا تھا وہ آپ نے اسلام آباد کی شاہراہوں پر تو کیا لیکن پھر یہاں سے آرڈرز ہسپتالوں کو جاتے ہیں کہ جو زخمی ہیں ان کو میڈیکل treatment نہ دی جائے، ہسپتال کے میڈیکل آفیسر کو گورنمنٹ کی طرف سے یہ آرڈر کیا جاتا ہے کہ جو injured لوگ ہیں ان کا داخلہ ہسپتالوں میں بند کر دیں۔ اس کے علاوہ پارٹی کے کارکنوں کو جو واپس جا رہے تھے ان کو پکڑ کر جیل میں بند کیا جاتا ہے۔ جناب چیئرمین! یہ نہایت ہی افسوسکی بات ہے ۔ پاکستان پیپلز پارٹی نے ہمیشہ یہ بات کہی کہ ہم جمہوریت کے اندر یقین رکھتے ہیں، ہم نے یہاں پر حکومت کے جو اچھے کام تھے ان میں اس کو support کیا ہے اور یہ ہاؤس اس بات کا گواہ ہے کہ دو آئینی ترمیمیں آئیں، ہم نے دونوں کے اندر مثبت کردار ادا کیا اور ان کو متفقہ طور پر پاس کیا لیکن ہم ایک اپوزیشن ہیں، ہم اس ملک میں اپوزیشن کا کردار ادا کریں گے اور یہ دوسری بار ہے کہ پہلے بربریت کا نشانہ انہوں نے ہائی کورٹ کے اندر پاکستان پیپلز پارٹی کے ورکروں کو بنایا۔ لیکن ہم یہ بات ان کو واضح طور پر بتا دینا چاہتے ہیں کہ اگر یہ سمجھتے ہیں کہ پاکستان پیپلز پارٹی نے تعاون کی پیش کش کسی خوف و ڈر سے کی ہے تو یہ بھول میں ہیں۔ پاکستان پیپلز پارٹی اور پاکستان پیپلز پارٹی کا وہ جیالا ہے جس نے مارشل لاء کے کوڑے اور جیلیں اور صعوبتیں برداشت کی ہیں، ہم جمہوریت کے لئے، ملک میں رول آف لاء کے لئے اور پاکستان کے استحکام کے لئے اپنی جانیں تو دے سکتے ہیں، سر تو کٹوا سکتے ہیں لیکن ظالم کے سامنے یہ سر نہ کبھی جھکا ہے نہ جھکے گا۔

جناب چیئرمین- چوہدری شجاعت صاحب! یہ آپ سے متعلق ہے۔

حاجی جاوید اقبال عباسی- مجھے بھی موقع دیا جائے۔

جناب چیئرمین- پہلے چوہدری صاحب جواب دے لیں' اس کے بعد آپ کو موقع دوں گا۔

چوہدری شجاعت حسین- جناب والا! رضا ربانی صاحب نے بڑی جوشیلی تقریر کی ہے جیسا کہ کسی سٹیج پر تقریر کر رہے ہوں اور یہاں کوئی جلسہ عام ہو رہا ہے ۔میں ان کی بڑی عزت کرتا ہوں ۔ انہوں نے بڑی اچھی باتیں کی ہوں گی۔بہرحال جہاں تک واقعات کا تعلق ہے' اس کے بارے میں کہوں گا کہ انہوں نے یہاں سارا جھوٹ کا پلندہ پیش کر دیا ہے ۔ کسی جگہ کے اوپر آپ تصویریں دیکھیں ۔میں خواتین کے سلسلے میں کچھ نہیں کہنا چاہتا لیکن مجھے جو رپورٹ دی گئی ہے' اس کے مطابق ناہید خان جو پیپلز پارٹی کی راہنما ہیں ' ہائی کورٹ کے حکم پر وہ hearing کے لئے آئی تھیں' وہ ECL کو discuss کرنے کے لئے نہیں آئی تھیں۔ hearing میں ہائی کورٹ نے order کئے تھے کہ آپ سیکرٹری داخلہ کے پاس جائیں اور انہیں بتائیں کہ انہیں ECL پر کس نے رکھا ہے اور کیسے رکھا ہے اور اپنے وکیل کو بھی ساتھ لے کر جائیں۔ پہلے وہ جیالیوں کو وہاں پرے کر چلی گئیں۔ اے سی نے ان کو روکا۔ اے سی کا سر پھوڑ دیا گیا۔

جہاں تک ہسپتالوں سے treatment منع کرنے کا تعلق ہے تو کیا کوئی باشعور شخص ایسا کہہ سکتا ہے کہ ان کا treatment نہ کیا جائے ۔ خاص طور پر اس بارے میں مجھ پر الزام لگایا جائے یا میرے کسی اور colleague پر الزام لگایا جائے۔ کیونکہ انہوں نے کہا ہے کہ ہم نے ہسپتالوں کو کہا ہے کہ ان کی مرہم پٹی نہ کی جائے ۔یہ ساری کی ساری رضا ربانی صاحب کے اپنے ذہن کی اختراع ہے ۔ انہوں نے ساری من گھڑت باتیں تقریر کرنے کے لئے کہی ہیں ۔ ویسے پہلے تو کبھی ایسی باتیں نہیں کرتے لیکن آج مجھے حیرانی ہوئی ہے کہ انہوں نے اس طرح کی باتیں کی ہیں ۔بہرحال جو قانون کو اپنے ہاتھ میں لینے کا سلسلہ شروع کیا تھا اور اے سی کو پتھر مار کر زخمی کیا گیا ہے ۔ اس سلسلے میں پرچہ درج ہو گیا ہے ۔عدالتیں کھلی ہیں ۔ وہاں سے جا کر ضمانتیں کروائیں جیسے کہ ہم کرایا کرتے تھے ۔

جناب چیئرمین- جناب اعتزاز احسن صاحب ۔

چوہدری اعتزاز احسن۔ جناب والا! پہلے تو میں سمجھتا ہوں کہ جناب وزیر نے جو بیان پڑھا ہے اس میں کچھ الفاظ ایسے ہیں جو ویسے ہی غیر پارلیمانی ہیں ۔آپ جانتے ہیں کہ آپ نے " جھوٹ" کا لفظ استعمال کرنے کی کبھی اجازت نہیں دی ۔ہمیشہ اس لفظ کو کارروائی سے حذف کیا گیا ہے قطع نظر اس کے کہ کسی ممبر نے کوئی مبالغہ آرائی کی ہو یا نہ کی ہو ۔

جناب چیئرمین۔ یہ تو بجا ہے ،کہا جا سکتا ہے کہ واقعاتی طور پر درست نہیں ہے۔

چوہدری اعتزاز احسن۔ جناب! آپ نے کئی دفعہ یہ کیا ہے۔

جناب چیئرمین۔ لیکن جھوٹ کے پلندے کا کیا translation ہوگا ۔ اس کو کیسے بیان کیا جائے کہ اگر یہ کہنا ہو کہ یہ جھوٹ کا پلندہ ہے ۔

Mian Raza Rabbani : Pack of lies.

جناب چیئرمین۔ پارلیمانی طریقے سے کیسے کہیں گے۔ .Pack of misstatement اس کا اردو تو اعتزاز صاحب بتاتے ہیں۔

چوہدری اعتزاز احسن۔ آپ غلط بیانیوں کا انبار کہہ سکتے ہیں ۔ کئی طرح کے الفاظ استعمال ہو سکتے ہیں ۔

جناب چیئرمین۔ " واقعاتی غلطیوں کا پلندہ" ۔ عالی صاحب ! آپ اس کے بارے میں فرمائیں ۔ انگریزی میں تو بہت ساری اصطلاحات استعمال ہوتی ہیں ۔

جناب جمیل الدین عالی۔ اردو میں اختراعات ذہنی اور آسان اردو میں ذہنی اختراعات۔

جناب چیئرمین۔ پارلیمانی زبان میں pack of lies کا کیا ترجمہ ہوگا ۔

جناب جمیل الدین عالی۔ جناب والا! بات یہ ہے کہ یہ آدمی آدمی پر منحصر ہے کہ آپ کس کے لئے کیا کہہ رہے ہیں ۔اگر کسی معقول آدمی کے متعلق کہہ رہے ہیں تو پھر ذہنی اختراع کہیں گے ۔

چوہدری اعتزاز احسن۔ جناب والا! بات یہ ہے کہ یہ معاملہ اس سے زیادہ سنجیدہ ہے اور اصطلاحات کا مسئلہ نہیں ہے۔ نہ میں اس کو محض اصطلاحات کے مسئلہ پر رکھنا چاہتا ہوں۔ آپ

اس کے بارے میں کوئی بھی اصطلاح استعمال کر لیں۔ جو فاضل وزیر نے فرمایا ہے اور جس انداز میں فرمایا ہے ' یہ ایک ایسا معاملہ ہے جس میں دو موقف ظاہر ہیں۔ کم از کم دیکھا جائے تو اس میں دو موقف ہیں ۔اس ہاؤس کی روایت یہ رہی ہے' جناب والا! اس ملک میں جو مہذب حکومتیں آئی ہیں انہوں نے اور ان کے وزراء داخلہ نے ایسے معاملہ پر جو رویہ رکھا ہے' وہ یہ کہ ایک تو یہ موقف ہے ' ایک سرکاری موقف ہے ۔ میں اس پر ایک انکوائری کا حکم جاری کر رہا ہوں اور اس پر تحقیق ہو گی اور اس کے بعد میں بیان کروں گا ۔ اب وزیر صاحب اپنے دفتر میں بیٹھے ہوئے ہیں ۔ آپ موقع پر موجود نہیں ہیں اور آپ نے ایک حتمی فیصلہ اور حتمی بیان فرما دیا ہے کہ سرکاری موقف جو ہے وہ درست ہے اور جو موقف ان عورتوں اور بیبیوں کا ہے ' وہ غلط ہے۔ اخبارات کی بولتی ہوئی تصاویر غلط ہیں ۔ آپ کو جو بیان پولیس دیتی ہے اور سرکاری اہلکار دیتے ہیں اپنے تحفظ میں وہ صحیح ہیں جو عوام موقع پر پہنچے ہیں اور پارلیمنٹیرین' وہ جھوٹ بولتے ہیں۔ سرکاری اہلکار جو آپ کے ملازمین ہیں وہ بات جو کہتے ہیں وہ درست ہے۔ آپ نے ایک دم فیصلہ کر لیا ۔یہ کہاں کا انصاف ہے ۔آپ نے کہہ دیا ' جاؤ ' پرچہ ہو گیا' جاؤ ضمانتیں کراؤ۔ جناب چیئرمین ! اسی شہر میں پہلے بھی ایسے واقعات ہوئے ہیں اور ہر دفعہ اس پر انکوائری کا آرڈر ہوا ہے ۔ کوئی پہلی دفعہ یا کوئی پہلی مرتبہ نہیں' آپ اپنے افسروں سے اتنے کیوں ڈرتے ہیں۔ آپ اتنے گبھرا کیوں گئے ہیں۔احتساب میں اگر سیاستدان گرفتار ہو سکتے ہیں ۔سابقہ وزراء گرفتار ہو سکتے ہیں وزیر اعظم صاحبہ کا شوہر گرفتار ہو سکتا ہے ۔آپ DIG اور S.Ps کو بچاتے پھرتے ہیں۔ آپ کو اپنے آپ پر کیا اعتماد ہے ۔آپ کو اپنے آپ پر اعتماد نہیں ۔ وزیر داخلہ صاحب ! پنجاب جل رہا ہے ۔آپ کو مستعفی ہونا چاہیئے تھا۔ وزیر اعلیٰ کو مستعفی ہونا چاہیئے تھا۔ چہ جائیکہ آپ یہاں آکر یہ کہیں کہ یہ سب غلط ہے یہ جھوٹ کا پلندہ ہے ۔جو اخبارات کہہ رہے ہیں وہ بھی جھوٹ کا پلندہ ہے ۔جو تصاویر کہہ رہی ہیں وہ بھی جھوٹ کا پلندہ ہے ۔جو کیمرے کی آنکھ نے دیکھا اور محفوظ کر لیا وہ بھی جھوٹ کا پلندہ ہے ۔جناب چیئرمین ! اس لغو بیان کے خلاف ہم سب واک آؤٹ کرتے ہیں۔

(اس مرحلے پر اپوزیشن کے ارکان واک آؤٹ کر گئے)

جناب چیئرمین۔ مولانا صاحب کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

چوہدری شجاعت حسین۔پوائنٹ آف پرسنل ایکسپلینیشن۔

جناب چیئرمین۔ اس کے بارے میں کچھ کہنا چاہتے ہیں۔جی چوہدری صاحب۔

چوہدری شجاعت حسین۔ جناب والا، میں اس تفصیل میں نہیں جانا چاہتا جو کچھ اسی ہاؤس میں ہوتا ہے، کس طریقے سے جو کچھ زیادتیاں کرتے رہے ہیں۔ ہماری بہنوں کو لاٹھیاں پڑتی رہی ہیں۔ ہمارے ممبران کو پڑتی رہی ہیں۔ان تفصیلات میں جائے بغیر یہ واقعہ جو ہے، میں اسے پولیس کی رپورٹ نہیں سمجھ رہا۔ اتفاق سے میں وہاں موجود تھا۔جہاتک اخبارات کی زینت بنانے کے لئے اعتراز احسن صاحب نے کہا ہے ۔اس کی میں درستگی کرنا چاہوں گا ۔رضا ربانی صاحب نے جو کہا ہے جھوٹ کا پلندہ وہ ہے ۔جھوٹ کا پلندہ میں نے نہ اخبارات کو کہا ہے ۔نہ کسی اور کو کہا ہے ۔یہ میں وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین۔ اچھا، اب مغرب کے بعد کر لیں۔we adjourn for ten minutes.

(اجلاس کی کارروائی نماز مغرب کے لئے ملتوی کر دی گئی)

(وقفہ برائے نماز مغرب کے بعد اجلاس جناب چیئرمین، جناب وسیم سجاد کی صدارت میں پھر شروع ہوا)

جناب چیئرمین : اعتراز احسن صاحب کچھ کہہ رہے تھے۔جی مولانا صاحب اس دوران اگر آپ کا کوئی پوائنٹ آف آرڈر ہو تو کر لیں۔ کس وزارت سے متعلق ہے آپ کا پوائنٹ آف آرڈر۔

حافظ فضل محمد : وزارت خارجہ سے یا وزارت داخلہ سے متعلق ہے۔

جناب جمیل الدین عالی: جناب چیئرمین، بہت سی چیزیں تو آج معطل ہوئی ہیں لیکن ہمارے کچھ موشن بھی تھے۔ وہ تو آ سکتے تھے۔

جناب چیئرمین : کونسے موشن جی۔

جناب جمیل الدین عالی: وہ موشن جو آپ نے admit فرما لئے ہیں۔

جناب چیئرمین : پرائیویٹ ممبرز ڈے کا یا دوسرا۔

جناب جمیل الدین عالی: لگتا ہے کہ وہ پرائیویٹ ممبرز ڈے کے ہیں۔

جناب چیئرمین : ہاں، تو وہ تو پرائیویٹ ممبرز ڈے کو ہی آئیں گے۔

جناب جمیل الدین عالی : I am sorry. آپ نے تو جناب والا ، منگل مقرر فرمایا تھا۔ ایک بحث کے بعد جو ہوئی تھی۔ بھنڈر صاحب نے جب درخواست فرمائی تھی۔

جناب چیئرمین: Monday کو پرائیویٹ ممبرز ڈے رکھا ہوا ہے۔ آج تو منگل ہے۔

جناب جمیل الدین عالی : میری understanding یہ تھی کہ بھنڈر صاحب منگل چاہتے تھے۔

جناب چیئرمین : وزیر داخلہ صاحب آ گئے ہیں۔ میرے خیال میں مولانا صاحب آپ پوائنٹ آف آرڈر فرمائیں۔

4. Re: AN AMERICAN ADVOCATE ABUSING PAKISTANI NATION

حافظ فضل محمد : بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

جناب عالی! ایک عجیب سا اتفاق ہے کہ ہم ایک طرف سے آزادی کی گولڈن جوبلی منا رہے ہیں یعنی اس پر اظہار خوشی کر رہے ہیں۔ اظہار مسرت کر رہے ہیں کہ ہم نے خودی اور آزادی، خود ارادیت غلامی سے نکل کر حاصل کر چکے ہیں۔ جبکہ دوسری طرف ایسے واقعات اور حادثات ہمارے ملک میں رونما ہو رہے ہیں جس سے پتہ چلتا ہے کہ ہم بد ترین سے بد ترین قسم کے غلام ہیں مجموعی قوم کے حوالے سے، پاکستانیت کے حوالے سے۔ اخبارات میں آپ دیکھتے ہیں یہ واقعات ہو تے رہتے ہیں۔ ایمل کانسی کے حوالے سے ، میرا پوائنٹ آف آرڈر اس حوالے سے ہے کہ ابھی چند دن پہلے جو پوری پاکستانی قوم کی ماؤں کو جو گالی دلوائی گئی ہے۔ یہ قوم کا بدترین مجرم ہے۔ اس کو بد ترین قسم کی سزا دینی چاہیئے اور یہ مجرم کون ہے۔ یہ سب کو پتہ ہے کہ ہمارے اس ملک کے جو اقتدار کے ایوانوں میں بیٹھے ہیں اور مجھے اس پر بہت بڑا تعجب ہوا، حد سے زیادہ تعجب ہوا کہ ہمارے صدر صاحب نے بھی، امریکی وکیل نے جو گالی دی اس کی مذمت کر دی۔ ہمارے وزیر اعظم صاحب نے بھی اس کی مذمت کر دی۔ مجھے اس پر انتہائی تعجب ہے کہ یہ گالی ہمیں امریکی وکیل نے نہیں دی ہے۔ انہوں نے اگر کہا ہے تو کسی حد

تک سچا ہے۔ یہ جرأت ہر ایک نہیں کر سکتا ہے۔ میں برملا کہتا ہوں کہ بہت بڑی حد تک یہ بات صحیح ہے کہ اگر ہم اپنے عمل سے اپنے آپ کو اتنے ذلیل ' بد ترین قسم کے ذلیل ان کے سامنے نہیں دکھاتے' ہمارے طرز عمل سے ' ہمارے معذرت خواہانہ لہجے سے' ہمارے غلامانہ طرز زندگی سے ان کے ساتھ اگر ہم یہ نہ کرتے ۔ ان کے جہاز کو واشنگٹن سے اٹھا کر اسلام آباد ائرپورٹ پر ہم نے اتار دیا۔ پھر تمام تحفظات ان کو فراہم کرکے ان کو یہاں سے اٹھا کر ہمارے صدر صاحب براہ راست اپنی ذاتی نگرانی میں اور ان کے اپنے گھر کے آس پاس سے ایمل کانسی کو گرفتار کرکے ان کے حوالے کر دیا تو کیا ہمارے اس انتہائی غلط طرز عمل سے وہ پھر ہم پر گل پاشی کریں گے۔ ان کا جواب تو ضرور یہی ہوگا جو انہوں نے دے دیا۔ وہ مجرم نہیں ہے۔ اصل مجرم یہ ہیں کہ جنہوں نے امریکی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے یہ کیا ہے۔ وزیراعظم صاحب نے بیان دے کر مذمت کر دی۔ وہ اس بیان پر اپنے فرض سے سبکدوش نہیں ہو سکتا۔ ان کا یہ فرض ہے کہ قوم کے سامنے اس بد ترین قومی مجرم کو لائیں اور اس کو سزا دے کہ کون تھا ' وہ کونسا ادارہ ہے' وہ کونسی شخصیت ہے کہ جنہوں نے ایمل کانسی کے دونوں ہاتھ باندھ کر امریکیوں کے حوالے کر دیا۔ یہ حکومت کا فرض ہے ' وزیر داخلہ صاحب ہمیں بتا دیں' وزیر خارجہ صاحب ہمیں بتا دیں کہ آیا اسے صدر صاحب نے حوالے کردیا ' آیا ISI نے حوالے کر دیا۔ وزیر اعظم صاحب کی اپنی نگرانی میں یہ سارا ڈرامہ رچایا گیا ۔ یہ سب پوری قوم کے سامنے بتا دیں اس لئے کہ یہ بد ترین مجرم ہے' کہ پوری قوم کو جو گالی پڑ گئی ہے یہ وہ نہیں ہے یہ ہمارے اپنے ہیں اپنوں نے سب کچھ کرایا۔ ابھی تک ہم غلامی میں ہیں ادھر ہم کس منہ سے کس دلیل کی بنیاد پر' کس فلسفے اور کس منطق کی بنیاد پر ہم گولڈن جوبلی منا رہے ہیں کہ ہم آزاد ہیں ہماری خودارادیت ہمارے ہاتھ میں ہے ہم اپنے فیصلے خود کرتے ہیں کیا پوری دنیا میں کوئی ایسی ریاست چھوٹی سی ریاست ایسی ہے کہ وہاں پر کوئی ہزار ہا میل دور سے آ کر کسی ملک کی خودی کو پاؤں تلے روندتے ہوئے اتنی بدمعاشی کا مظاہرہ کرے یہ انتہائی گھٹیا قسم کا عمل ہے یہ وزیر داخلہ صاحب فرمائیں کہ یہ کس کی نگرانی میں سارا ڈرامہ رچایا گیا۔

جناب چیئرمین۔ مولانا صاحب اس پر پہلے بحث ہو چکی ہے۔

حافظ فضل محمد۔ یہ پوری قوم کو بتادیں کہ یہ کس کی نگرانی میں کس کے حکم سے ،

کس کے اشارے پر یہ کام ہوا ہے۔

جناب چیئرمین - اس مسئلے پر آپ کو یاد ہے پچھلے سیشن میں بھی بڑی بھرپور بحث ہو چکی ہے۔ یہ معاملہ ہائی کورٹ میں زیر بحث ہے۔ تو اس لئے اس کے subjudice کیوجہ سے اس پر بحث نہیں ہوسکتی۔

حافظ فضل محمد۔ جناب اس حد تک تو بتا دے کہ یہ جو ہوا یہ کس کی نگرانی میں ہوا۔

جناب چیئرمین۔ جی چوہدری صاحب ۔

چوہدری شجاعت حسین۔ جناب والا! انہوں نے ذکر صدر مملکت کا کیا ہے یہ آپ نے درست فرمایا کہ کیونکہ یہ معاملہ عدالت میں ہے اس پر دو دن تک باقاعدہ بحث ہوتی رہی ہے۔ صدر صاحب ان کے خاندان کا یا ان کے کسی شخص کا اس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ ہی ان کا کوئی تعلق ہونا چاہیئے تھا اور نہ ہی ہے ۔اور نہ ہی اس قسم کی کوئی بات ہے یہ ہمیشہ پیپلز پارٹی والوں نے صدر صاحب کو بدنام کرنے کی ایک سازش کی تھی جو کہ برے طریقے سے ناکام ہو چکی ہے ۔

جناب چیئرمین۔ شکریہ۔ جی جناب ڈاکٹر بلیدی صاحب! پوائنٹ آف آرڈر پر اتنی لمبی بات نہیں ہونی چاہیئے جی۔

حافظ فضل محمد ۔ جناب چیئرمین! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا اس وکیل نے یا امریکی گورنمنٹ نے معذرت پاکستان سے کر دی ہے۔

جناب چیئرمین۔ جی اخبار میں آگیا ہے کہ اس وکیل نے باقاعدہ معذرت کا خط لکھ کر وزیراعظم سے معذرت کی ہے۔

چوہدری شجاعت حسین ۔ جناب چیئرمین! اس کی معذرت ہی نہیں دیکھی گئی اس کا منہ توڑ جواب دیا گیا ہے آپ نے میرا بیان بھی پڑھا ہوگا ، وزیراعظم کا بیان بھی پڑھا ہوگا اور صدر صاحب کا بیان بھی پڑھا ہوگا ۔

جناب چیئرمین۔ ٹھیک ہے جی جناب ڈاکٹر بلیدی صاحب۔

5. Re: PAKISTANIS FACING DIFFICULTY IN ATTAINING VISA

FROM DIFFERNET EMBASSIES

ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی۔ جناب چیئرمین! میں آپ کی توجہ اور اس ہاؤس کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ آج کل مختلف embassies میں عام لوگوں کو ویزے کی بڑی مشکلات ہیں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین۔ وزیرخارجہ صاحب کدھر ہیں یہ ان کی وزرات کے بارے میں ہے چوہدری صاحب وزیرخارجہ صاحب کو پیغام بھجوا دیں میرے خیال میں یہ ان کے متعلق ہے۔ جی آپ فرمائیں۔

ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی۔ عام لوگوں کو ویزہ لینے کے لئے بڑی دقت پیش آ رہی ہے اور ان کا جو رویہ ہے وہ بڑا افسوسناک ہے۔

جناب چیئرمین۔ کس ملک کے ویزے کی بات کر رہے ہیں کہاں دقت آ رہی ہے۔

ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی۔ جناب UK کی بات کرتا ہوں، جناب ان کا جو رویہ ہے ہائی کمیشن کا وہ انتہائی غلط ہے اور عام لوگوں کو شریف لوگوں کو بلایا جاتا ہے اور ان کے ساتھ اچھا رویہ نہیں ہوتا۔ ان میں مثال کے طور پر ایم این اے اور سینیٹرز کو بھی انٹرویو کے لئے بلایا جاتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کی خارجہ پالیسی کی نااہلی ہے اور اتنی کمزور خارجہ پالیسی ہے کہ اس ملک میں دوسرے ملک والے پریسلرترمیم اور براؤن ترمیم کے حوالے سے آ کر ہمارے ملک میں پالیسی مرتب کرکے جاتے ہیں اور ہمارے کسی سینیٹر کو یہ کہتے ہیں کہ we will call you for interview تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ وزیرخارجہ صاحب اس ہاؤس کو جائیں اور مطمئن کریں کہ یہ کب تک کمزور خارجہ پالیسی ہمارے ملک میں رہے گی کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت جب کہ ون پارٹی گورنمنٹ ہے اور بھاری مینڈیٹ کے باوجود بھی وہ کون سی مجبوری ہے کہ وہ ایک ایمبیسی کو یہ بتا نہیں سکتے کہ آپ کے پاس کیا اس کا جواز ہے کہ آپ ہمارے عام لوگوں کو جو آپ کے ملک میں جانا چاہتے ہیں وہ کونسی وجہ ہے کہ آپ ان کو تنگ کرتے ہیں اور ان کو بار بار بلاتے ہیں اور ان کو ویزہ بھی نہیں دیتے ہیں۔

دوسری بات یہ کہ ایک سینیٹر اور ایک ایم این اے جو پہلی بار ہوا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ صرف میرا استحقاق مجروح نہیں ہوا ہے بلکہ پورے ہاؤس کا استحقاق مجروح ہوا ہے اور اس کے بعد تو وہ ایک عام سینیٹر اور ایم این اے کو بلا کر اس ملک کے وقار اور اس ملک کی خارجہ پالیسی کی کمزوری کو ظاہر کرتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ جو نرم روش ہمارے ملک کی خارجہ پالیسی نے اپنائی ہوئی ہے، اس نرم رویہ کی وجہ سے بیرون ملک کی ایمبیسیاں، جو یہاں پر موجود ہیں، وہ یہ جانتے ہیں کہ ہم پر کوئی objection نہیں کرتے، ہم سے کوئی جواب طلبی نہیں کرتے ہیں۔ اس وجہ سے وہ اتنے دلیرانہ طور پر یہ کہتے ہیں کہ ہم سینیٹرز کو بھی انٹرویو کے لئے کال کریں گے۔ لہذا میں اس ہاؤس کی توسط سے، پوائنٹ آف آرڈر پر وزیر خارجہ سے یہ کہتا ہوں کہ وہ اس واقعہ کی انکوائری کرے اور ان کو ہدایات جاری کریں کہ اگر آپ کا رویہ ہمارے ملک کے لئے، یا ایک سینیٹر اور ایم این کے لئے یہ ہوگا تو ہم بھی یو کے ایمبیسی کو ہدایت جاری کریں گے کہ جو بھی سینیٹر اور ایم این اے لندن سے پاکستان آنا چاہتے ہیں تو اس کا انٹرویو کریں۔ وہ دو ٹوک الفاظ میں ان کو بتائیں کہ جس طرح، جس رویہ سے آپ ہمارے ملک کے سینیٹر اور ایم این اے سے انٹرویو کر رہے ہیں تو ہم بھی آپ کے سینیٹر اور ایم این اے کو آنے نہیں دیں گے اور ہم بھی ان کو انٹرویو کے لئے کال کریں گے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ایک انوکھا مسئلہ ہے اور اگر اس کا نوٹس نہیں لیا گیا تو پھر وہ عام معمول بنا کر ہمارا جو سٹینڈرڈ ہے، جو پارلیمنٹیرین کا وقار ہے، جو اس ملک کا وقار ہے، وہ اس کو مجروح کر رہے ہیں لہذا وزیرخارجہ کو، جو کہ اس وقت موجود نہیں ہیں، ان کو بلائیں ورنہ جب وہ ہاؤس میں آئیں گے تو اس سوال کا جواب وہ دیں اور اس ہاؤس کو مطمئن کریں۔

6. Re: RELAXING IMPRISONMENT PERIOD AT

CEREMONIAL OCCASIONS

جناب چیئرمین : ٹھیک ہے شکریہ، جی جناب حاجی جاوید اقبال صاحب۔

حاجی جاوید اقبال عباسی : جناب چیئرمین، آج اللہ کے فضل و کرم سے پاکستان کو بنے ہوئے پچاس سال ہوگئے ہیں اور پاکستان بھر میں گولڈن جوبلی منائی جا رہی ہے۔ اکثر اوقات

ایسی خوشی کے دنوں میں 'چاہے عید ہو یا کوئی ایسا دن ہو' تو اس میں قیدیوں کو ان کی قید میں چھوٹ دی جاتی ہے۔ اس میں جناب چیئرمین! زانی' شرابی اور اس قسم کے لوگوں کو تو چھوٹ دی جاتی ہے لیکن اکثر ایسے لوگ بھی ہیں جو دفعہ 302 میں یقینی طور پر بے گناہ قید ہیں یا عمر بھر کی قید کی سزا کاٹ رہے ہوتے ہیں' جس طرح میں آپ کو مثال دیتا ہوں کہ ہمارے مجاہد میجر جنرل ظہیر الاسلام یا اس کے ساتھی بے گناہ طور پر قید کئے گئے اور ان کا فیصلہ ہوا لیکن اب میں آپ سے گزارش کروں گا اور اس ہاؤس کی توسط سے کہ جب گولڈن جوبلی منائی جارہی ہے تو وزیراعظم اپنی تقریر میں ان 302 کے مجرموں کے لئے بھی معافی کا اعلان کریں اور اس کے ساتھ ساتھ جو بے گناہ لوگ ہیں اور باقی دوسرے لوگوں کو جسطرح صدر پاکستان رعایت دیں گے' اسی طرح دفعہ 302 کے ملزموں کے لئے بھی یہ رعایت رکھی جائے تاکہ جن کی عمر بھر کی قید ہے' کچھ دن اس میں سے بھی کم ہوسکیں۔

دوسرا میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ یہاں رضا ربانی صاحب نے کہا کہ ہم آپ کے ساتھ چلیں گے اور یہ بات کسی سے ڈھکی چھپی نہیں لیکن یہ بات وہ بھول گئے کہ اس ملک کو توڑنے میں کس کا ہاتھ تھا۔ اور سب سے زیادہ کردار کس کا تھا۔ جناب محترم آج پاکستان کو بنے ہوئے پچاس سال ہوگئے اور ہم پانی کو ترس رہے ہیں۔اس ملک کو اس اندھیرے میں کس نے دھکیلا۔ وہ ایک آمر تھا ۔اب اس مرے ہوئے کو تو ہم قالو ان للہ و انا الیہ راجعون ہی کہیں گے لیکن وہ شہید کہتے ہیں۔اس ملک کو تباہی کے کنارے پر لا کر کھڑا کرنے والا ذوالفقار علی بھٹو تھا اور اس کے بعد اگر مشکل ترین حالات میں کسی نے اس کو سنبھالا وہ ضیاء الحق صاحب تھے۔ اس کے بعد 93 سے 96 تک جو حالات گزرے وہ آپ کے سامنے ہیں۔ یہ کہہ رہے ہیں کہ آصف زرداری کو لائیں' آصف زرداری صاحب کی' خدا کی قسم جو داستانیں ہم نے سنی ہیں' وہ عیاشی کر رہے ہیں۔اس کے ساتھ ساتھ یہ کہتے ہیں کہ نواز شریف صاحب قائد اعظم کے ثانی ہیں یقیناً نواز شریف واحد وہ شخص ہیں جس نے مشکل ترین حالات اور جس کے خلاف 170 مقدمے ہوئے اور ان کے ساتھیوں کو جیل میں جس بے دردی کے ساتھ رکھا گیا اور جس بے دردی سے پیٹا گیا اور اسی طرح ہماری ایم کیو ایم کی بہنوں کو مارا پیٹا گیا۔ وہ کہتے ہیں کہ عورتوں کو گھر میں رہنا چاہیئے' جناب یہ ریکارڈ کی بات ہے کہ 96-1995 میں ایم کیو ایم کی ہماری ایک بہن ہے۔ وہ ویزہ لگوانے کے لئے منصور کے ساتھ لاہور آئی اور اس کو ایک سال اڈیالہ جیل میں بے گناہ رکھا گیا ۔اسی

طرح شازیہ فاروق کو دو ماہ کے لئے اڈیالہ جیل میں رکھا گیا جو کہ حاملہ تھی اور اس کے ساتھ زیادتیاں کی گئیں۔ کراچی شہر میں جناب محترم پی پی پی کے دور میں ہماری ماؤں بہنوں کے اوپر سے گھوڑے دوڑائے گئے اور یہ باتیں ان کو یاد نہیں ہیں اور کل اگر یہ عورتیں برہنہ ہو کر اگر سڑکوں پر نکلتی ہیں تو اس میں ہمارا کیا قصور ہے۔ اس میں پاکستان مسلم لیگ یا وزیراعظم میاں نواز شریف' اور ہمارے وزیر داخلہ کا تو کوئی عمل دخل نہیں ہے۔ اسلامی قانون کو اپناتے ہوئے باپردہ ہو کر چلیں۔ وہ اپنا حق مانگیں ان کو دیں گے۔ میں نے پہلے کہا کہ ہمارے ساتھ چلنے والی حلیف جماعتیں اے این پی اور ایم کیو ایم 'یہ اتنے اچھے ہیں اور ہمارے قائد کی اتنی اچھی صلاحیت ہے کہ وہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ وہ قائد اعظم کے ثانی ہیں۔ انہوں نے مسلم لیگ میں ایسی روح ڈالی کہ ایک خاموش انقلاب آیا لیکن کیونکہ اس پارٹی کو اپنے مظالم' 1993 سے 1996 کے کرتوت بھول گئے۔ 1971ء سے لے کر 1977 تک خدا کی قسم کوئی شخص اپنے آپ کو محفوظ نہیں رکھ سکتا تھا اور ایک مری میں میٹنگ ہو رہی تھی تو بھٹو صاحب ہر وزیراعلیٰ کو یہ کہہ رہا تھا کہ میں تم کو یہ کر دوں گا وہ کردوں گا۔ آخر ایک مرد مجاہد مینگل صاحب کو جب کچھ الفاظ کہے تو مینگل صاحب نے کہا بھٹوسن لو " تم سیاہی سے لکھتے ہو' میں خون سے لکھا کرتا ہوں" اس کے بعد وہ ان کی میٹنگ میں بھی نہیں آئے۔ ایسے غیرت مند لوگ بھی ہم میں موجود ہیں لیکن وہ اپنی بے حیائی کو چھپانے کے لئے ہماری قیادت کو بے عزت کر رہے ہیں۔ یہ ہم برداشت نہیں کرسکتے۔ جناب چیئرمین میری ایک تحریک استحقاق بھی ہے۔

جناب چیئرمین: جی وہ ابھی لیتے ہیں۔ جی وزیر داخلہ صاحب کہاں ہیں' بلائیں۔ میرا خیال ہے کہ اس کمرے میں گئے ہیں۔ میاں صاحب آپ فارن منسٹر صاحب کو پیغام دے سکتے ہیں کہ وہ آجائیں اور یہ معاملہ بھی نمٹالیں۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو: میرا خیال ہے کہ اگر وہ یہاں ہیں تو آجائیں گے۔

جناب چیئرمین: میرے خیال میں اصولی طور پر minister should remain in the House. ویسے پوائنٹ آف آرڈر کا تو پتہ نہیں ہوتا۔ مثلاً۔

I am not seeing Sheikh Rashid Ahmed here. There is a motion stands against his name. I think it should be made known to the Ministers that when there is a motion

standing against their names, they should be present in the House

وزیر داخلہ صاحب یہ ایک پوائنٹ آف آرڈر تھا حاجی جاوید اقبال عباسی صاحب کا۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ گولڈن جوبلی کے موقع پر اکثر یہ ہوتا ہے کہ سزا میں معافی کا اعلان کیا جاتا ہے۔ یہ اکثر کیسز میں کیا جاتا ہے لیکن 302 کے کیسز میں نہیں کیا جاتا ۔ ان کی یہ تجویز تھی کہ اس کو بھی زیر غور رکھا جائے تاکہ 302 کے جو کیسز ہیں اس میں بھی اگر رعایت ہو سکے تو بہتر ہے۔

چوہدری شجاعت حسین : ٹھیک ہے۔

جناب چیئرمین : جی جناب نثار خان صاحب آپ کا کیا مسئلہ ہے۔

جناب نثار محمد خان : شکریہ جناب چیئرمین صاحب ۔ مجھے تو افسوس ہے کہ رضا ربانی صاحب نہیں ہیں۔

جناب چیئرمین : انہیں راجہ صاحب بلانے کے لئے گئے ہوئے ہیں ۔ امید ہے کہ وہ آ جائیں گے۔

جناب نثار محمد خان : انہوں نے بڑے زور دار طریقے سے تقریر کی ہے ۔

جناب چیئرمین : راجہ صاحب کافی دیر سے گئے ہوئے ہیں۔ کہیں وہ بھی شامل تو نہیں ہوگئے ان میں۔

جناب نثار محمد خان: جناب والا! میں صرف یہ گزارش کروں گا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت ابو جہل کی لڑکی ثابت کرنا چاہتی تھی کہ وہ ایک بہادر باپ کی بیٹی ہے۔ جہاد کا اعلان ہوا تھا اور وہ آئی کہ اس میں حصہ لے لیکن حضور اکرم صلعم نے اس کی اجازت نہیں دی۔ اصحاب نے پوچھا کہ کیوں اور پھر حضور اکرم صلعم نے ہاتھ اٹھایا اللہ سے دعا کی کہ یا اللہ میری امت میں ایسی عورتیں پیدا نہ ہوں جو آدمیوں کی جگہ لیں، مردوں کی جگہ لیں۔ دوسری بات ایک آدمی ریشمی کپڑوں میں آیا اور انہوں نے حضور اکرم کو سلام کیا۔ آپ نے ان کا سلام قبول نہیں کیا۔ پھر اصحاب نے پوچھا اور آپ نے ہاتھ اٹھایا اور کہا کہ یا اللہ میری امت میں ایسے مرد پیدا نہ کر جو عورتوں کی جگہ لیں۔ میرے خیال میں یہ وقت آگیا ہے کہ ہم عورت بن گئے ہیں اور عورتیں مرد بن گئی ہیں اور جب عورتیں مرد بن جاتی ہیں تو پھر ان کے ساتھ کیا سلوک کیا

جائے گا، یہی تو ہوا ہے۔ پھر ان کے دور میں بیگم نصرت بھٹو کا کیا اپنا ذاتی بیان نہیں ہے کہ میرے ساتھ ضیاء الحق صاحب کے دور میں بھی وہ ظلم نہیں ہوا تھا جو میری اپنی بیٹی کی وجہ سے میرے ساتھ ہوا اور کیا ان کے دور میں تہمینہ دولتانہ کے ساتھ جو کچھ ہوا تھا۔ اس کو بھی یہ ذرا یاد فرمائیں۔ شکریہ جناب۔

جناب چیئرمین - Thank you جی - جی جناب حاجی صاحب آپ کا privilege motion ہے۔ ذرا حاجی صاحب کی file دے دیں۔ جی۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو۔ منسٹر صاحب موجود نہیں ہیں۔

جناب چیئرمین۔ اچھا۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو۔ تو کل وہ انشاء اللہ ہوں گے تو پھر ـــــــ

جناب چیئرمین۔ اچھا، ٹھیک ہے۔ ڈاکٹر صاحب پھر کل آپ یہ point of order ہے اس کا جواب دے دیں گے۔ ٹھیک ہے جی۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو۔ اس وقت دفتر میں پتا کروایا ہے وہ دفتر میں نہیں ہیں۔

PRIVILEGE MOTION.

Re: THE BASELESS PTV NEWS THAT THE MEMBER HAS

JOINED MQM.

جناب چیئرمین۔ ایک منٹ جی میں ان کا privilege motion لے لوں۔ جی جناب فرمائیے جی۔

حاجی جاوید اقبال عباسی۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! میں تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں کہ 27 جولائی 1997 کو خبرنامہ میں PTV National News میں میرے حوالے سے ایک من گھڑت، بے بنیاد، گھٹیا اور غلط خبر نشر کی گئی کہ میں نے ایم کیو ایم میں شمولیت اختیار کر لی۔ حالانکہ میں نے ایسا کوئی اعلان یا کوئی statement نہیں دی۔ یہاں ایم کیو ایم کے ہمارے بھائی ہیں، انہوں نے بڑے پیار سے مجھے وہاں بلایا۔ میں ان کے جلسے میں

شامل ہوا ۔ ہماری حلیف جماعت کے طور پر وہاں پہ ' میں نے وہاں مسلم لیگ کی بات کی اور میں نے یہ بات واضح الفاظ میں کی کہ پاکستان بنے 50 سال ہوئے اور آج بھی آپ اپنے آپ کو مہاجر کہتے ہیں' آپ نے اپنی خون کی لکیروں سے اور آپ نے خون کی قربانی دے کر اس پاکستان کی بنیادیں رکھی تھیں۔ یہ میرا اعلان تھا اور آپ dictionary سے مہاجر کا نام کاٹ دو اور پھر انہوں نے وہاں پہ مہربانی کی' بڑی عزت افزائی کی مجھے موقع دیا اور میں نے وہاں تقریر کی۔

جناب چیئرمین۔ میاں صاحب ! ذرا آپ بھی پتا کرلیں کیا بات ہے۔

حاجی جاوید اقبال عباسی۔ یہاں مجھے یہ سمجھ نہیں آئی کہ جب شام کو ہم نو بجے خبر سن رہے تھے۔

جناب چیئرمین۔ جی۔

حاجی جاوید اقبال عباسی۔ تو یہ کہا گیا کہ پاکستان مسلم لیگ ضلع ایبٹ آباد کے صدر ایم کیو ایم میں شامل ہو گئے۔ اس خبر سے مسلم لیگ کے عوام میں میری ساکھ' کردار اور عزت مجروح ہو ئی ہے اور اسے سخت دھچکا لگا ہے۔ اس لئے میں اس ایوان بالا میں تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں اور استدعا کرتا ہوں کہ اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے تاکہ اس بات کی تحقیقات ہو سکے کہ یہ بے بنیاد اور من گھڑت خبر کس طرح اور کس حوالے سے اور کس اتھارٹی کے کہنے پر نشر کی گئی اور ذمہ دار اہلکاروں کو سزا دی جا سکے۔ جناب محترم! میں آپ کے توسط سے یہ بھی بات کرتا ہوں کہ میں نے ان کے خلاف دس کروڑ روپے کے ہرجانے کا دعویٰ بھی کر رکھا ہے۔ لیکن میری آپ سے استدعا ہے کہ یہ کیس میں اس ہاؤس کے سامنے رکھتا ہوں کہ ہم اپنی حلیف جماعت' وہاں میں نے اے این پی کی بات بھی کی کہ ہمارے قائد کی یہ صلاحیت ہے کہ اپنی حلیف جماعتوں کو ساتھ لے کر چل رہے ہیں۔ اس کا مجھے جو صلہ ملا national news میں کہ حاجی جاوید اقبال عباسی نے ایم کیو ایم میں شمولیت کر لی وہ ہمارے بھائی ہیں۔ اس جلسے میں جانا کوئی گناہ نہیں ہے۔ اس کو منظور کیا جائے۔

جناب چیئرمین۔ ٹھیک ہے جی۔ تو چوہدری صاحب یہ Minister for Information کے متعلق ہے لیکن میرے خیال میں وہ بھی شاید oppose نہیں کرنا چاہ رہے تھے تو اگر oppose نہیں کر رہے تو بھیج دیتے ہیں۔ ہاں جی۔

چوہدری شجاعت حسین۔ ان کو آجانے دیں۔

جناب چیئرمین۔ نہیں، نہیں، ٹھیک ہے ۔ میرے خیال میں اس کو بھیج دیتے ہیں۔

او کے جی O.K. It is in order and sent to the Privileges Committee جی ۔ اچھا جی ۔ جی

اب point of order ختم جی now we go on the next item میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ آ جائیں اگر جو ہمارے اپوزیشن کے ممبران ہیں، گئے ہوئے ہیں۔

جناب سرتاج عزیز۔ وہ formal ہے ناں جی۔

جناب چیئرمین۔ O.K item 2 move کر دیں۔

INTRODUCTION OF A BILL

Mr. Sartaj Aziz: Mr. Chairman , on behalf of Minister for Culture, Sports, Tourism and Youth Affairs, I beg to introduce the Bill to amend the National Fund for Cultural and Heritage Act, 1994 (The National Fund for Cultural Heritage (Amendment) Bill, 1997.

Mr. Chairman: The Bill stands introduced and stands referred to the Standing Committee concerned.

ذرا پتا کریں ناں کیا بات ہے۔

(At this moment the Opposition members came back in the House)

جناب چیئرمین۔ آئٹم نمبر 3 جی خالد انور صاحب۔ جی راجہ صاحب شاید آپ کچھ کہنا چاہ رہے ہیں۔

راجہ محمد ظفرالحق۔ جناب چیئرمین! آج جو پوائنٹ آف آرڈر رضا ربانی صاحب نے اٹھایا تھا، اس دوران میں نے خود محسوس بھی کیا اور ان سے اس کا اظہار بھی کیا کہ وہ کافی جذباتی انداز میں تھا۔ اپوزیشن میں جب آدمی بات کرتا ہے تو اس کا انداز یقیناً مختلف ہوتا ہے۔ اگر وہ زور سے بات کرے، جذبات سے کرے، الفاظ کے چناؤ میں اگر تھوڑا بہت الجھاؤ سا ہو جائے تو

بھی کوئی بات نہیں ۔ he is a good speaker, presents his case very well. اس کے بعد چوہدری صاحب نے اپنا موقف بیان کیا اور وہ اس وجہ سے خود بیان کیا کہ وہ وہاں موجود تھے اور ان حالات کا انہیں ذاتی طور پر علم بھی تھا تو اس tension میں جس میں یہ سارا ماحول ہے تو اس وقت وہاں پھر اے سی کو پتھر لگا۔ اور خون بھی بہا۔ اب یہ کہ پتھر کس طرف سے آیا، کس نے مارا ، یہ بھی ایک ایسی کیفیت ہے جو بعد میں پتہ چلے گی جب اس کے بارے میں صحیح تحقیقات ہوں گی۔ اس لیے میں ان بھائیوں کے پاس چلا گیا تھا اور جب میاں یاسین وٹو صاحب وہاں گئے تو میں نے ان سے یہی گزارش کی کہ الحمد اللہ سینٹ کا ماحول ایک فیملی کا ماحول ہے۔ ہم ایک طویل عرصے سے دیکھ رہے ہیں کہ یہاں ارکان خواہ اس طرف بیٹھے ہوں یا اس طرف بیٹھے ہوں، ایک دوسرے کا احترام کرتے ہیں ۔ اس بات کا اعتراف دوسرے ایوان نے بھی کیا ہے کہ وہ لوگ کہتے ہیں کہ جب کوئی ایک آدمی بات کرتا ہے تو دوسرے اس کو سنتے ہیں اور پھر اس کے بعد اپنی باری پر وہ بات کرتے ہیں ۔ اس لحاظ سے میں سمجھتا ہوں کہ اس ماحول کو برقرار رکھنا ہم میں سے ہر ایک کی ذمہ داری ہے اور اس کو اسی خوبصورتی سے آگے بڑھانا چاہیئے ۔اس لحاظ سے میں نے گزارش کی ہے اور میں چوہدری صاحب سے بھی یہ گزارش کروں گا کہ وہ اس معاملے کو دوبارہ خود دیکھ لیں کہ آیا اس معاملے میں غلطی کس طرف سے تھی اور وہ واقعہ کیوں ایسے رونما ہوا۔ کیونکہ واقعی جلوس خواتین کا تھا اور وہ آئی ہوئی تھیں۔ ہمارے معاشرے میں یہ ہے کہ اگر خواتین کی طرف سے زیادتی بھی ہو جائے تو پھر بھی gracefully اس کو نمٹانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اس لیے اب میں wel come کرتا ہوں۔ اپوزیشن حضرات تشریف بھی لے آئے ہیں اور یہ معاملہ اس ماحول میں جاری رہنا چاہیئے ۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین۔ جی جناب چوہدری صاحب ۔

چوہدری اعتزاز احسن ۔ جناب چیئرمین ! میں راجہ صاحب کا ممنون ہوں۔ راجہ صاحب نے جو یہ فرمایا ہے کہ ہمارے اس ہاؤس کا ماحول اور اس میں راجہ صاحب کی ذات کا بڑا عمل دخل ہے ۔ راجہ صاحب کی ذات ایسی ہے جو کہ اس ماحول کو بڑا اچھا رکھتی ہے اور اس میں جناب چیئرمین ! آپ کا بھی کافی اثر ہے اور دخل ہے اور حصہ ہے کہ ماحول اکثر اوقات زیادہ تر بڑا ہی خوشگوار رہتا ہے ۔ راجہ صاحب نے جیسے فرمایا ہے، ہم نے اس سے یہ بات واضح طور پر سمجھی ہے

کہ معاملے کی مکمل تحقیقات ہو گی اور ابھی جس طرح وزیر داخلہ صاحب نے حتمی بیان دیا تھا کہ الف کی غلطی تھی یا ب کی غلطی تھی ۔ وہ ابھی کوئی حتمی فیصلہ نہیں اور جس طرح یہ قانون کی زبان میں کہا جاتا ہے کہ matter requires further inquiry کہ پتھر کہاں سے آیا ۔ تو اس قسم کا یہ معاملہ ہے اور یہی ہمیں سمجھ آئی اور راجہ صاحب نے مہربانی کر کے ہماری طرف تشریف بھی لائے اور انہوں نے ہمیں یہ assurance دی ہے کہ اس کو دوبارہ دیکھا جائے گا اور وہ بیان جو وزیر داخلہ صاحب نے پہلے فرمایا تھا اس کو حتمی اس حد تک نہیں سمجھا جائے گا ۔ انہوں نے بھی کچھ جذباتی انداز اختیار کیا کیونکہ اگر رضا صاحب جذباتی ہوئے ۔ معاملہ جذبات کا تھا ۔ خواتین سے متعلق تھا۔ ہماری بہنیں ہیں ان کے ساتھ ہمارے ورکر اور کارکن تھے ۔ ہم یہاں اس ہاؤس میں نہیں بیٹھ سکتے اگر وہ باہر سڑکوں پر پٹ رہے ہوں تو ایوان میں بیٹھنا کیا ' بائیکاٹ کرنا کیا ' ہمیں ان نشستوں سے استعفیٰ دے کر جانا پڑے گا اگر اسی طرح ہمارے کارکنوں سے ہوتا رہا کیونکہ ہم کارکنوں کی وجہ سے ہی یہاں پر ہیں اور ان ساتھیوں اور بہنوں کی وجہ سے اس ایوان میں ہم عزت مآب بنے ہوئے ہیں اور ان کی پٹائی ہو تو یہ ہمارے لئے بہت تشویش کا باعث ہے۔ اس لئے رضا ربانی صاحب بھی صحیح معنوں میں جذباتی ہوئے ۔ بہر حال میں راجہ صاحب کا ممنون بھی ہوں ۔ اس کے علاوہ اب ہم واپس آگئے ۔ چونکہ next item خالد انور صاحب سے متعلق ہے' میں ان کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ وہ آج وزیر ہوگئے ہیں اور آج پہلی مرتبہ بحیثیت وزیر قانون آئے ہیں ۔ اس کو ایک لحاظ سے پروموشن سمجھنا چاہیئے گو اس سے پہلے بھی اس حکومت میں ان کی بہت عزت ' وقار اور اہمیت تھی' ان کو قطعاً فرق نہیں پڑتا۔ وہ مشیر تھے تب بھی اسی قدر اہم تھے ' وزیر ہیں تب بھی اسی قدر اہم ہیں لیکن چونکہ آج ان کا وزرائے قانون میں نام لکھا جائے گا اور یہ ایک بڑا اہم عہدہ ہے تو ہم یہ امید کرتے ہیں کہ وہ اب اور زیادہ ایوان کے ساتھ ' پارلیمنٹ کے ساتھ تعاون کے ساتھ چلیں گے ۔ یہ ایک ایسا عہدہ ہے کہ ہماری جانب سے اقبال حیدر صاحب' رضا ربانی صاحب اور مجھ ناچیز کا نام بھی اس عہدے کے ساتھ منسلک رہا ہے ۔

جناب چیئرمین۔ میرا نام بھی رہا ہے ۔

POINT OF ORDER

Re: TWO ADVISERS NOMINATED AS MINISTERS.

چوہدری اعتزاز احسن۔ جی ، جناب بالکل آپ کا بھی۔ اب اس عہدے پر خالد انور صاحب بیٹھے ہیں۔ مشاہد حسین صاحب بھی یہاں ہوتے تو میں ان کو مبارکباد ضرور دیتا کیونکہ انہیکی وجہ سے کچھ معاملات ہوئے ہیں۔ جناب چیئرمین صاحب! شاید آپ کے علم میں نہ ہو ایک چھوٹی سی بات عرض کر دوں وہ یہ ہے کہ کل وزیر اعظم بھارت نے ایک live interview دیا ہے جو سی این این پر ساری دنیا میں relay ہوگا اور ہماری جانب سے ہماری حکومت نے بھی تسلیم کیا ہوا تھا کہ گیارہ تاریخ کو live interview دیں گے اور question answer ہوں گےاور ساری دنیا میں یہ پروگرام دیکھا جائے گا اور ساری دنیا سے فون آ سکیں گے ۔ اٹلانٹا سے سی این این یہ انٹرویو live relay کرے گا اور ادھر آج وزیر اعظم صاحب نے live interview دینا تھا مگر بعد میں وزیر اعظم صاحب کو سمجھایا گیا کہ آپ live interview نہیں دے سکتے ، بہتر ہے آپ بیچ میں سے پیچھے ہٹ جائیں ۔ سوہماری حکومت کے جانب سے سی این این والوں کویہ کہا گیا کہ live نہیں ہم recorded دیں گے ، وہ نہیں مانے ۔ اب اندر کمار گجرال تو انٹرویو دے چکے۔ انہوں سے دنیا سے سوال لئے اور جواب دیئے ، اچھے دیئے ، برے دیئے ، میں نے وہ پروگرام نہیں دیکھا لیکن وزیر اعظم پاکستان اس live performance سے جب گھبرا گئے تو یہاں سے کہا گیا کہ مشاہد حسین صاحب ان کی جگہ یہ کام انجام دیں گے ۔ سی این این والوں نے کہا کہ جناب وہ تو وزیر بھی نہیں مشیر ہیں ۔ اگر ایک طرف وزیر اعظم ہیں تو دوسری طرف بھی وزیر اعظم ہونا چاہیئے۔ آپ کیوں اتنا گھبراتے ہیں اس طرح کی تقریب میں یا اس طرح کے ماحول میں آنے سے۔ بہر حال وہ گھبراتے تھے ۔ آخر سی این این کو یہ کہا گیا کہ آپ فکر نہ کریں آپ کے آنے سے پہلے مشاہد حسین صاحب کو وزیر کا درجہ دے دیا جائے گا ۔ ساتھ خالد انور صاحب پیچھے نہیں رہ سکتے تھے یہ بھی بڑے محترم تھے ۔ یہ بڑا مشکل تھا کہ وہ وزیر ہو جاتے یہ نہ ہوتے ۔ میں دونوں کو مبارکباد دیتا ہوں کہ سی این این کی بدولت یہ وزیر بن گئے۔

جناب چیئرمین۔ راجہ صاحب۔

راجہ محمد ظفر الحق۔ باقی باتیں تو ----

(مداخلت)

جناب چیئرمین۔ راجہ صاحب کہانی کو کہانی ہی سمجھیں ۔ آپ کو پتہ ہے اعتزاز صاحب لکھتے بھی اچھا ہیں، بولتے بھی اچھا ہیں، کہانی بھی اچھی گھڑ لیتے ہیں ۔

راجہ محمد ظفر الحق۔ اور میں وہ بات بھی نہیں کہوں گا کہ محض پلندہ ہے۔ بات یہ ہے کہ ہر ایک ملک نے اپنے یوم آزادی کے موقع پر اپنا پروگرام خود بنانا ہوتا ہے اور وہ یہ نہیں دیکھتے کہ کسی اور ملک نے کیا پروگرام بنایا ہے۔ خود پاکستان نے گولڈن جوبلی کے لئے اپنے حالات کے مطابق پروگرام بنائے ہیں ۔ وزیر اعظم خطاب بھی کریں گے، انٹرویوز بھی دیں گے۔ وہ سارا پروگرام طے ہے ۔ یہ ضروری نہیں کہ اگر ایک وقت میں ہمسایہ ملک کا وزیر اعظم کوئی انٹرویو دیتا ہے تو اسی وقت دوسرے ملک کا وزیر اعظم بھی دے، ایسا نہیں ہے ۔ اس کو اس طریقے سے پیش کرنا مناسب نہیں ہے۔

سید اقبال حیدر۔ پوائنٹ آف آرڈر جناب چیئرمین۔

جناب چیئرمین: جی اب پوائنٹ آف آرڈر ختم ہو گئے ہیں۔ اب دوسرے معاملات پر آتے ہیں ۔

سید اقبال حیدر۔ جناب یہ بہت ہی اہم اور افسوس ناک واقعہ ہے ۔

جناب چیئرمین: ایک میری عرض سن لیں ۔اب اس طرح کرتے ہیں یہ جو چھوٹا سا legislative work ہے یہ کر کے وقت بچ جائے گا، پھر آپ کا پوائنٹ آف آرڈر لے لیں گے ۔

سید اقبال حیدر۔ جناب اس کے بعد وہ وزراء اٹھ جائیں گے کیونکہ ایک بہت اہم مسئلہ ہے ۔

جناب چیئرمین: نہیں، نہیں اٹھیں گے ۔ ان کو میں کہوں گا یہ بیٹھیں گے وزراء صاحبان آپ کو بیٹھنا پڑے گا ان کا پوائنٹ آف آرڈر سننے کے لئے ۔

So let us take item No. 3 - Khalid Anwar Sahib.

Mr. Khalid Anwar: Sir, first of all I would like to thank my learned and honourable friend for the very kind words that he uttered about me. I have had the pleasure of knowing him for many years. We have often appeared against each other on occasions . I think with each other , we have always maintained a very warm and cordial relationship and I warmly reciprocate all the kind sentiments that he expressed.

He also put forward a theory about my appointment as Minister. One of the things I have always admired about my learned friend's imagination. his solo flights up into the void, up towards the heavens and I remember that once Winston Churchill, who was a stickler for parliamentary accuracy, came across the identical problems that we are discussing, the concept of pack of lies and whether these terms are admissible in Parliament . He adopted a neat euphemism, he termed it a terminological inexactitude. I will not say that my honourable friend uttered a falsehood. I will confine myself to admiring his wit, his ingenuity and simply regretting the fact that none of these is found in fact or reality. His castles of imagination rest not even on shifting sands but purely within the figments of his very very fertile imagination, for which I do congratulate him.

جناب چیئرمین: چلیں جی - جی اب move کریں motion ۔

Mr. Khalid Anwar: Now may I move on sir. With your kind leave sir, I beg to move the Bill to provide for the establishment of the Federal Judical Academy [The Federal Judical Academy Bill, 1997], as reported by the Standing Committee, be taken into consideration at once.

Mr. Chairman: Is it opposed? Not opposed.

ذرا بتا دیں یہ ہے کیا what is this about ۔

Mr. Khalid Anwar: Sir, this is a Bill passed by the National Assembly, reproted by the Standing Committee. It is a non controversial Bill. It essentially provides for imparting training to newly recruited judicial officers and also providing training to inservice judges. Originally this was being done in terms of an Executive order, a government resolution and now it is being done under cover of this law.

Mr. Chairman: Anybody else wants to say anything on this?

Mian Raza Rabbani: Sir, I would not speak on the Bill but I would just like to draw the honourable Law Minister's attention. I am now forgetting the section, I am sorry, I don't have the report on the Bill with me but there is a provision in the Bill which states that the appointments of persons in grades 17 and above shall be done by the Chairman of the Academy and when the Bill was before the Committee, we had pointed this out and we said that instead of making it only the Chariman of the Board, if this could be brought down the approval was sought. At that time, if I recall correctly, I think the Law Secretary was there and he said that the Bill has been passed by the National Assembly and subsequently we would make an amendment to it if it goes through. So, I would just ask the honourable Law Minister to bear that in mind and if he could look at that point and if feasible that amendment could be brought that instead of the appointments being approved just by the Chairman of the Board, if these appointments could be approved by the Board itself.

جناب چیئرمین: جی اسٹینڈنگ کمیٹی کی رپورٹ میں یہ point mentioned ہے and this is that the Senator Mian Raza Rabbani stated that he admits certain

suggestions during the meeting of the Committee held on 11-06-1997 on the above Bill respecting the quorum for the meeting of the Board of the Academy reducing from 4 to 3 and the power to approve the appointments of the employees of the Academy to vest in the Board instead of Chairman. And then the Federal Law Secretary assured the Committee that amendment Bill would accordingly be moved after the Bill is enacted. So, this is here and you can look into all this.

اس پر جی، جی فرمائیے ڈاکٹر حئی صاحب۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ : چیئرمین صاحب ! میں اس معزز ایوان میں حکومت کی توجہ اس طرف دلاؤں گا کہ judiciary ایک بہت اہم ادارہ ہے اور یہ حقیقت ہے اپنی جگہ پر کہ یہ جو training وغیرہ کی بات انہوں نے کی یہ بہت اچھی بات ہے۔ مگر سب سے بڑی مشکل یہ ہے کہ lower courts میں، سیشن کورٹس تک پورے پاکستان میں جو ججوں کی تعداد ہے وہ بہت کم ہے اور اس کی وجہ سے لوگ جو ہیں وہ جیلوں میں سڑ رہے ہیں۔ تو حکومت کو چاہیئے کہ جو فنڈز judiciary کو چاہئیں عدالت عالیہ کو اپنے اس function کے لئے، اس پر بھی توجہ دیں۔ کم از کم جو judicial officers ان کو درکار ہیں، سیشن سیول کے ججز ان کو درکار ہیں اور جو فنڈز ان کو درکار ہیں، میں حیران ہوتا ہوں کہ اس پر کیوں توجہ نہیں دیتے تاکہ ملک کا جو ایک اہم ستون ہے judiciary، اس کی جو مشکلات ہیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کو توجہ دینی چاہیئے۔ جب جمہوریت کی بات کرتے ہیں تو جمہوریت کے Law, Rule of Law اور judiciary جو ہے وہ ایک important functionary ہے اور اب تک ہم تو یہ محسوس کر رہے ہیں کہ judiciary کو جو money power ہے، پیسے کا جو اختیار ہے ، مالی اختیار ہے یا تو وہ ان کو دیں تاکہ وہ independently اپنا function کرسکیں۔ اگر وہ یہ دینے کو تیار نہیں ہیں تو کم از کم اس کی جو ضروریات ہیں اس پر جو اب بار بار اخبارات میں بھی آرہا ہے، بہرحال یہ بات کہی جا چکی ہے کہ judiciary میں جو کیسز زیادہ ہیں اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ تعداد کم ہے، judicial officers کی تعداد کم ہے ، سیشن ججز کی تعداد کم ہے۔ تو میں اس حوالے سے، اس بل کے حوالے سے ان کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ اس پر توجہ دیں اور judiciary کی جتنی بھیانی ضروریات ہیں بمع ان کے judicial officers, judges اس کے لئے ان کو جو فنڈز وہ

مانگتے ہیں' جو ان کی ضرورت ہے وہ حکومت وقت کو دینے چاہیئں۔ صوبائی حکومتیں بھی کہتی ہیں' ان کا بھی مسئلہ ہے کہ ہمارے پاس ججز نہیں ہیں۔ اب تو الگ ہوچکا ہے جناب والا! اگر دیہاتوں میں جائیں' سب ڈویژن لیول پر جائیں ' ہمارے بلوچستان میں آپ حیران ہوں گے کہ ضلعی لیول تک لوگ نہیں ہیں۔ دو دو ضلعوں میں ایک آفیسر judiciary کا function کر رہا ہے۔ تو اس طرح سے کیسے کام چلے گا۔ لوگ جو ہیں سینکڑوں میل کی مسافت طے کر کے آتے ہیں' وکلاء کی مشکلات ہیں' لوگوں کی مشکلات ہیں یہ بہت expensive ہوتا جا رہا ہے اور اسی وجہ سے۔ کم از کم سب ڈویژن لیول پر تحصیل لیول پر تو کوئی judicial officer ہونا چاہیئے۔ یہ وہ مشکلات ہیں جن کی طرف میں توجہ دلانا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: جی جناب اقبال حیدر صاحب۔

Syed Iqbal Haider: Sir, I will draw your kind attention to Clause 11 of the Bill and also sub-Clause (2). Sir, despite the assurance given in the Committee to the honourable colleague of mine Mr. Raza Rabbani, the correction has not been made in sub-Clause (2) and sub-Clause (3) and instead of the word "Chairman" a "Board", I move and request the treasury benches........

(interruption)

جناب چیئرمین: اصل میں جو agree ہوا ہے according to this report وہ یہ ہے کہ the Government will bring a separate amendment Bill to deal with this. تو یہ بات ہے۔

Syed Iqbal Haider: Since it is being discussed here, they can be done here also.

جناب چیئرمین: نہیں وہ چونکہ نیشنل اسمبلی سے آیا ہوا ہے ناں بل۔

Syed Iqbal Haider: Sir, it can't go to the Standing Committee of the Senate because if a Bill is passed by the National Assembly, it does not go to the Standing Committee.

Mr. Chairman: No, but you can send it, you can send it by a special motion, this is what happened

کہ اس کو بھیجا گیا تھا۔

Ch. Aitzaz Ahsan: Actually that bill, having come from the National Assembly, we are not insisting on any amendments at the moment and as we have not even opposed the bill, it is about the Judicial Academy , which is a good thing and we support this that way. The only thing , why Raza pointed this out is that whereas the assurance had been given in the Committee , that assurance may kindly, for the sake of the record, be repeated by the honouable new Law Minister, the Senior Minister here on the floor of this House, that is all , that is required.

جناب چیئرمین۔ جی بھنڈر صاحب۔

چوہدری محمد انور بھنڈر۔ جناب چیئرمین! جیسے سارے ہاؤس کو معلوم ہے اور فاضل سینیٹر صاحبان کو بھی معلوم ہے کہ یہ بل نیشنل اسمبلی میں originate ہوا تھا۔ نیشنل اسمبلی نے اس بل کو پاس کیا ہے اور پھر یہ ہمارے پاس transmit ہو کر آیا۔ transmit ہونے کے بعد یہ بل سٹینڈنگ کمیٹی کو ریفر ہوا جبکہ normally یہ نہیں ہونا چاہیئے تھا' normally تو یہ ہاؤس بل پاس کر سکتا تھا اور اگر یہ amendment کرتا تو پھر یہ joint sitting میں جاتا لیکن یہ کمیٹی کے پاس چلا گیا۔ ہم نے اس پر غور کیا' جو تجاویز رضا ربانی صاحب نے پیش کیں ان میں بھی یہی دقت تھی کہ اگر کمیٹی یہ تجاویز منظور کرے اور اس میں amendment کرے اور amended بل جائے تو پھر یہ joint sitting کا بل بن جائے گا۔ اس لئے حکومت کی طرف سے یہ assurance دی گئی تھی کہ بعد میں ان تمام تجاویز کو دیکھ کر وہ کوئی اور amendment لے آئیں گے۔ ان حالات میں کمیٹی کے رو برو اسی بل کو اسی طرح سے recommend کیا گیا' اس assurance کے ساتھ اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو رضا ربانی صاحب فرما رہے ہیں وہ assurance stand کرتی ہے اور اس کو لامنسٹر صاحب مد نظر رکھیں۔

Mr. Khalid Anwar: Sir, I do understand that this assurance was

given but quite apart from the assurance, I think what my honourable and learned friend Senator Raza Rabbani's suggestion , I think is a sensible suggestion, quite independently of the assurance also, I would support that. So, I think that statement may be taken on the record.

Mr. Chairman: So, I will put the motion before the House. It has been moved by Mr. Khalid Anwar, Minister for Law, Justice and Human Rights that the Bill to provide for the establishment of the Federal Judicial Academy[The Federal Judicial Academy Bill, 1997] as reported by the Standing Committee , be taken into consideration at once.

(The motion was adopted)

Mr. Chairman: The motion stands adopted. Now we would take it clause by clause. The question is that Clauses 2 to 15 do form part of the Bill.

(The motion was adopted)

Mr. Chairman: So, Clause 2 to 15 do form part of the Bill. The question is that Clause 1, Short Title, Commencement and the Preamble do form part of the Bill.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: So, Clause 1, Short Title, Commencement and the Preamble do form part of the Bill. Next Item No. 4

Mr. Khalid Anwar: Sir, I beg to move that the Bill to provide for the establishment of the Federal Judicial Academy [The Federal Judicial Academy Bill, 1997] be passed.

Mr. Chairman: It has been moved by Mr. Khalid Anwar , Minister for Law, Justice and Human Rights that the Bill to provide for the establishment of the

Federal Judicial Academy [The Federal Judicial Academy Bill, 1997] be passed.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: The Bill stands passed. Next Item No.5

Mian Muhammad Yasin Khan Wattoo: Sir, I beg to move that the Bill to amend the Pakistan Standards and Quality Control Authority Act, 1996 [The Pakistan Standards and Quality Control Authority (Amendment) Bill, 1997], as reported by the Standing Committee, be taken into consideration at once.

جناب چیئرمین۔ مختصراً میاں صاحب بتا دیں کہ یہ ہے کیا۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو۔ جناب والا! سیکشن 5 اور سیکشن 6 میں ترمیم کی گئی ہے۔ پہلے جو اتھارٹی تھی اس کا administrative control انڈسٹریز کے پاس تھا ' اب یہ ٹرانسفر ہو کر Science and Technology کی منسٹری کے پاس آ گیا ہے۔ پہلے منسٹر انڈسٹری چیئرمین کے طور پر تھے اور اب اس کی جگہ پر Minister for Science and Technology لکھنا ہے۔

جناب چیئرمین۔ اگر آئندہ آپ اس چیز کا خیال رکھیں کہ بجائے Industries اور Science and Technology لکھ دیا کریں تو بہتر ہو گا کیوں اگر یہ کل بدل گیا تو پھر ہر دفعہ بدلتے پھریں گے۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو۔ لیکن چونکہ اس میں لکھاہوا ہے Minister for Industries -

جناب چیئرمین۔ نہیں آئندہ کے لئے میں کہہ رہا ہوں۔ یہ صحیح اعتراز احسن صاحب کی ایک observation تھی ۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو ۔ Advisory Council میں بھی یہ لفظ لکھا ہوا ہے Minister of Industries ہیں اس کی جگہ پر بھی Secretary Science and Technology ہے صرف یہ دونوں معمولی سی ہے۔

جناب چیئرمین ۔ ٹھیک ہے ۔ جی جناب عالی صاحب آپ کی کمیٹی تھی اس میں سے یہ آیا ہے۔

Mr. Jamiluddin Aali: I submitted that Mr. Chairman, it came to the Standing Committee of which I am the Chairman, we cleared it and I tabled it, when it had been cleared by the Standing Committee.

Mr. Chairman: O.K. So, I put the motion before the House.

It has been moved by Mian Muhammad Yasin Khan Watto the Minister Incharge for Science and Technology that the Bill to amend the Pakistan Standards and Quality Control Authority Act, 1996[The Pakistan Standards and Quality Control Authroity (Amendment) Bill, 1997], as reported by the Standing Committee be taken into consideration at once.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: The motion stands adopted. I will take it clause by clause. The question is that clauses 2 and 3 do form part of the Bill.

(The motion was adopted)

Mr. Chairman: Clauses 2 and 3 do form part of the Bill.

The question is that clasue (1) which is Short Title and Commencement and the Preamble do form part of the Bill.

(The motion was adopted)

Mr. Chairman: Clasue (1) and the Preamble do form part of the Bill. Next item No.6.

Mian Muhammad Yasin Khan Watto: Sir, I beg to move that the Bill to amend the Pakistan Standards and Quality Control Authority Act, 1996 [The Pakistan Standards and Quality Control Authority (Amendment) Bill, 1997], be passed.

Mr. Chairman: It has been moved by Muhammad Yasin Khan Watto, Minister for Science and Technology that the Bill to amend the Pakistan Standards and Quality Control Authority Act, 1996[The Pakistan Standards and Quality Control Authority (Amendment) Bill, 1997], be passed.

(The Bill stands passed)

Mr. Chairman: We go to Item No.7, Ghous Ali Shah Sahib.

ELECTION OF THE MEMBERS OF THE FBI & SE

Syed Ghous Ali Shah: Sir, I beg to move that in pursuance of section 5(k) of the Federal Board of Intermediate and Secondary Education Act, 1975, the following Senators be elected as members of the Federal Board of Intermediate and Secondary Education for a term of three years:-

1. Senator Ilyas Ahmed Bilour.
2. Senator Chaudhry Muhammad Anwar Bhinder.

Mr. Chairman: Safdar Abbasi Sahib.

ڈاکٹر صفدر علی عباسی۔ جناب غوث علی شاہ صاحب ہمارے بڑے قابل احترام وزیر ہیں، بہت سینئر آدمی ہیں ، ساتھ اور سینئر صاحبان کے جو یہاں پر نام آئے ہیں ، بلور صاحب کا اور بھنڈر صاحب کا، ان دونوں کے لئے میرے پاس ذاتی طور پر بہت عزت ہے ۔ اس میں دونوں جو ممبرز لئے گئے ہیں وہ حکومت کی benches سے ہیں۔ میری ان سے request یہ ہے کہ ان میں سے ایک ممبر اپوزیشن سے ہونا چاہیئے اور اپوزیشن میں پیپلزپارٹی major پارٹی ہے۔ تو ہم حسین شاہ راشدی صاحب کا نام nominate کر رہے تھے کہ ان کو لیا جاتا۔ ویسے بھی education اور cultureکے حوالے سے ان کی بہت خدمات ہیں۔ تو میں اس کو oppose کرتے ہوئے ان سے request کروں گا کہ ایک ممبر اپوزیشن کا لیں اورحسین شاہ راشدی ہم سب کے مشترکہ nominee ہیں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین۔ جی حئی صاحب۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ۔ میں ان کی تائید کرتے ہوئے اتنی ضرور گزارش کروں گا کہ ایجوکیشن جو ہے وہ سارے ملک کی ضرورت ہے اس لئے حکومت کے لئے کوئی مشکل بات نہیں ہو گی کہ اگر اپوزیشن میں سے کسی سینیٹر کو لیا جائے ' یہ اچھی بات ہو گی ان کی بھی تجاویز سامنے رکھی جائیں گی۔ جناب چیئرمین صاحب! حقیقت ہے یہ کہ اس وقت جو تعلیم کا مسئلہ ہے وہ اتنا مشکل بن گیا ہے' وہ اتنا گھمبیر ہے کہ اس کا جو اربوں اور کروڑوں روپیہ خرچ کر رہے ہیں اس کا burden اتنا نہیں ہے' ہمارا ایجوکیشن کا standard بہت low ہے۔ تو یہ اچھی بات ہو گی کہ اپوزیشن اس مسئلے پر حکومت کے ساتھ تعاون کرے وہ بھی اپنی تجاویز دیں۔ اس سے ایک اچھی مثال قائم ہو گی۔

جناب چیئرمین۔ جی عالی صاحب۔

جناب جمیل الدین عالی۔ دو آدمیوں کی نامزدگی کا مسئلہ ہے اور یہاں کچھ آزاد لوگ بھی بیٹھے ہیں۔ تعلیم پر ان کا بھی حق ہے اور تعلیم کا ان پر حق ہے۔ میں اپنا نام تو ظاہر ہے تجویز نہیں کر سکتا نہ میں قبول کر سکتا ہوں حالانکہ مجھے اسی ہاؤس نے چیئرمین آف دی سٹینڈنگ کمیٹی برائے منسٹری آف ایجوکیشن بنایا ہے۔ میں نے خود اس بات پر اس طرح نہیں سوچا' نہ سوچوں گا اور نہ قبول کروں گا۔ میں اصولاً اس بات کی مخالفت کرتا ہوں کہ اگر وزیر تعلیم یا حکومت ایک بہت چھوٹے سے بورڈ پر دو ایسے اصحاب کو نامزد کرنا چاہے جن کی پرسنل اہمیت ہے۔ اس میں کسی آئیڈیالوجی کے اختلاف کا یا دوسرے پوائنٹ آف view کے put up کرنے کا سوال نہیں ہے۔ وہاں پر کوئی ایسا مسئلہ نہیں آ رہا ہے ووٹنگ کا جہاں پر حزب اختلاف کا نقطہ نظر ضرور آنا چاہیئے۔ ایک چھوٹا سا انٹر میڈیٹ بورڈ ہے۔ اس کے لئے ان کو دو آدمی چاہیئیں۔ جناب انور بھنڈر صاحب کے نام پر اگر آئیں تو کون ان کے نام پر اعتراض کر سکتا ہے۔ ایک انتہائی سینئر وکیل ہیں۔ پنجاب اسمبلی کے سپیکر رہ چکے ہیں۔ اس وقت بھی ہماری لاء کمیٹی کے چیئرمین ہیں۔ پڑھے لکھے آدمی ہیں۔ بزرگ ہیں۔ سنیئر سینیٹر ہیں۔ اسی طرح دوسرا نام ہے ۔ یا تو ہماری اپوزیشن ان ناموں کی اہلیت پر اعتراض کرتی جو کہ میرے محترم دوست صفدر عباسی صاحب نے نہیں کیا۔ انہوں نے ان کی اہلیت پر اعتراض نہیں کیا۔ بلکہ ایک اصول اٹھا دیا کہ

اپوزیشن کا ایک ممبر ضرور ہونا چاہیئے۔ تو پھر اپوزیشن کے علاوہ بھی اور لوگ بیٹھے ہیں۔ کچھ فاٹا کے ارکان بیٹھے تھے وہ اس وقت چلے گئے ہیں۔حبیب جالب صاحب بیٹھے ہیں اور بہت سے لوگ بیٹھے ہیں۔جو ایجوکیشن میں اتنے ہی interested ہیں جتنے کہ اپوزیشن کے اراکین interested ہوں گے۔تو میں سمجھتا ہوں کہ as a rule on principle یہ بات ایسی چھوٹی چھوٹی کمیٹیز کے لئے کرنی اور بڑھانی مناسب نہیں ہو گی۔

جناب چیئرمین۔ شاہ صاحب آپ کچھ کہنا چاہ رہے تھے۔پہلے شاہ صاحب کچھ کہہ لیں۔ پھر آپ۔

ڈاکٹر صفدر علی عباسی۔ میں پھر اس بات کو reiterate کروں گا کہ میں نے کسی نام پر کوئی اعتراض نہیں کیا اور عالی صاحب نے چھوٹی سی بات کے حوالے سے کچھ زیادہ کہہ دیا لیکن میں صرف اتنا عرض کرنا چاہ رہا ہوں۔میں پھر یہ چیز حکومتی بینچوں کے سامنے اور غوث علی شاہ صاحب کے سامنے دوبارہ رکھنا چاہوں گا کہ اس میں میں کسی کے demerit نہیں گنوانا چاہتا ہوں ۔صرف یہ کہ ہمارا خیال ہے کہ اس حوالے سے فیڈرل بورڈ کے لئے جو اہلیت ہے، میں سمجھتا ہوں کہ حسین شاہ راشدی صاحب کسی طور پر بھی، کسی اینگل سے بھی کم نہیں ہیں۔ یہ میری request ہے۔

جناب چیئرمین۔ شاہ صاحب اس پر آپ کچھ کہیں گے۔ جی فرمائیے، قطب صاحب۔

خواجہ قطب الدین۔ یہ فیڈرل بورڈ جو ہے اس میں سے صرف دو حضرات کے نام بتائے جا رہے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ اس میں کئی حضرات ایسے ہوں۔ جو مختلف سوالات اٹھائے گئے ہیں وہ ان کا answer ہوں۔تو وہ بورڈ کی پوری composition بتا دیں۔

جناب چیئرمین۔جی جناب جالب صاحب آپ بھی کچھ کہنا چاہ رہے ہیں۔

جناب حبیب جالب بلوچ۔یہی سوال تھا۔

جناب چیئرمین۔ اچھا جی، جی جناب شاہ صاحب۔

حاجی جاوید اقبال عباسی۔جناب اس میں ایک میری مختصر سی گزارش ہے، اسلام آباد کیونکہ ایک مرکز ہے تو یہاں سے سینیٹر راجہ اورنگ زیب صاحب کا نام میں پیش کرتا ہوں۔

سید غوث علی شاہ۔ مجھے عباسی صاحب کا بہت احترام ہے اور احباب جنہوں نے تجاویز دی ہیں۔ یہ ایک اچھی ریت اور روایت بن جاتی ہے ۔اس کو کرنا چاہیئے لیکن اس مرحلے پر nomination کرنے سے پہلے کئی considerations سامنے رکھی جاتی ہیں اور ان کو سامنے رکھ کر ہم نے یہ دو نام تجویز کئے ہیں۔انشاء اللہ آئندہ جب کبھی اس قسم کی بات آئے گی۔تو میں یہ بات ہمیشہ اپنے ذہن میں رکھوں گا اور اپوزیشن کا بھی نکتہ اور پوائنٹ آف ویو ذہن میں رکھ کر فیصلہ کروں گا۔

Mr. Chairman: O.K. So, I put the motion before the House.

It has been moved by Syed Ghous Ali Shah, Minister of Education, in pursuance of Section 5(k) of the Federal Board of Intermediate and Secondary Education Act, 1975, that the following Senators be elected as members of the Federal Board of Intermediate and Secondary Education for a term of three years:

1. Senator Ilyas Ahmed Bilour
2. Senator Ch. Muhammad Anwar Bhinder.

(The motion was adopted)

Mr. Chairman: The Senators stand elected.

جی قطب صاحب کا جو پوائنٹ تھا اس کے اور کون ممبر ہیں۔

سید غوث علی شاہ۔ میں بتا دوں گا ۔

جناب چیئرمین ۔ ٹھیک ہے جی اس وقت ان کے پاس انفارمیشن نہیں ہے۔ اب اقبال حیدر صاحب کا پوائنٹ آف آرڈر تھا۔ وزراء صاحبان بیٹھے رہیں ' جائیں نہیں ۔ Because wehave to hear Iqbal Haider's point of view.

سید اقبال حیدر ۔ بہت شکریہ جناب چیئرمین ! لیکن جس محترم وزیر سے متعلق میرا نکتہ اعتراض ہے وہ تو تشریف نہیں رکھتے۔ میری مراد ہے چوہدری شجاعت حسین صاحب سے ' چونکہ انہی سے متعلق ہے ۔

جناب چیئرمین۔چلیں آپ بیان کردیں ۔

سید اقبال حیدر۔اگر وہ لابی میں بیٹھے ہوں تو وہ آجائیں نہیں تو انکی جگہ ۔۔۔ کیونکہ بہت ہی افسوسناک واقعہ ہے ۔ یہ ۲۸ جولائی کو واقعہ ہوا ہے ۔ اور ہمارے لئے اس لئے بڑا حیران کن تھا کہ سابق وزیر اعظم اور موجودہ لیڈر آف دی اپوزیشن محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ جو کہ مسلسل کئی بار غیر ممالک کے دوروں سے واپس آگئی ہیں ۔ ۲۸ جولائی کو صبح گیارہ ، ساڑھے گیارہ بجے کے وقت وہ کراچی ایئرپورٹ پر لندن جانے کے لئے ایمریٹ ائر لائن کی فلائٹ پکڑنا چاہ رہی تھیں۔ تو ایف آئی اے کے تمامتر اہلکاروں نے انہیں اطلاع دی کہ ان کا نام ایگزٹ کنٹرول لسٹ پر ہے اور وہ غیر ممالک نہیں جا سکتیں۔ اس کے ساتھ مجھے خوشی ہے کہ محترم چوہدری صاحب تشریف لے آئے ہیں۔ اور میرے لئے آسانی ہو گی کہ وہ اس ضمن میں بات کریں کیونکہ ان کی وزارت کے متعلق ہے۔ ان کی وزارت داخلہ نے جو بات ہمیں ٹیلیفون پر بتائی وہ ہمارے لئے مزید حیرانی کی باعث ہوئی۔ رجسٹر ڈپٹی ڈائریکٹر ایف آئی اے کے دفتر میں رکھا ہوا تھا۔ جہاں ہم سب کو بٹھایا گیا۔ وہاں پر ۲۶ جولائی کو احکامات موصول ہوئے تھے ڈپٹی ڈائریکٹر امیگریشن کراچی ایئرپورٹ کو، ڈائریکٹر ایف آئی اے ، اسلام آبادمیں جن کا دفتر ہے۔ انہوں نے ان کو یہ اطلاع دی تھی کہ مندرجہ ذیل آٹھ افراد جس میں محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کا نام سرفہرست تھا۔ ان پر پابندی ہے کہ وہ ملک سے باہر نہیں جا سکتیں ۔ ۲۶ جولائی کو یہ آرڈر رجسٹر پر لکھا گیا۔ چوہدری صاحب، یہ بات قابل غور ہے۔ ۲۸ جولائی کو جب پھر ہم نے فون کیا منسٹری آف انٹیریئر میں، وہاں کے سیکرٹری سے، جوائنٹ سیکرٹری سے ، ڈپٹی سیکرٹری سے بات ہوئی۔ انہوں نے کہا کہ یہ اطلاع کہ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ پر بیرون ملک جانے پر پابندی ہے غلط ہے۔ لیکن حیران کن بات یہ ہے کہ منسٹری آف انٹیریئر نے قطعاً اور مکمل لاعلمی کا اظہار کیا کہ ایسا کوئی آرڈر ہی جاری نہیں کیا گیا ۔ اور وہاں کے تمامتر ذمہ داران سے بات کی ۔ ہم نے کہا کہ جب آپ یہ کہتے ہیں کہ جاری ہی نہیں کئے گئے تو کیا وزارت داخلہ کو کوئی فرشتے چلا رہے ہیں یا کوئی اور سیل چلا رہا ہے ۔ یہ وزارت داخلہ کسی منسٹر کے ماتحت ہے یا کسی جن بھوت کے ماتحت ہے۔ ہم نے ان سے کہا کہ آپ اپنے ڈپٹی ڈائریکٹر ایف آئی اے سے بات کریں۔ پھر جب اس نے اس سے بات کی تو پھر اس نے یقین کیا کہ واقعی ایسا آرڈر ہے۔ چوہدری صاحب، سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آپنے ہمیں

اس فلور آف دی ہاؤس پر یقین دہانی کرائی تھی کہ کسی بھی ممبر آف دی پارلیمنٹ کو ملک سے باہر جانے سے نہیں روکا جائے گا ۔ اور ایگزٹ کنٹرول لسٹ پرہمیں انہوں نے بار بار یقین دہانی کرائی کہ ایگزٹ کنٹرول لسٹ پر کسی بھی ممبر پارلیمنٹ کا نام نہیں ہے ۔ ان کی یقین دہانی کرانے کے باوجود' وزارت داخلہ کے تمام اعلیٰ حکام کے کہنے کے باوجود کہ ایسا کوئی حکم جاریٰنہیں کیا گیا۔ ڈپٹی ڈائریکٹر ایف آئی اے کے رجسٹر کے اوپر وہ حکم پھر بھی موجود تھا۔ تو یہ بڑی افسوسناک بات ہے ۔ اس سے تمامتر آپ نے اپنی ہی بدنامی کرائی۔ فلائیٹ مس ہوئی ۔ ہم نے وزارت داخلہ سے پھر کہا کہ اگر انہوں نے ایسا حکم جاری نہیں کیا تو پھر اب آپ کیونہیں کہتے کہ محترمہ کو جانے کی اجازت دی جائے دو اڑھائی گھنٹے بار بار ٹیلی فون کرنے کے بعد پھر وزارت داخلہ سے ٹیلی فون آیا کہ جناب یہ آرڈر جو ہے واپس لیا جاتا ہے اس آرڈر کے تحت ہمارا کوئی ارادہ نہیں تھا پابندی لگانے کا۔ لیکن یہ کہ بعد میں انہوں نے جانے کی اجازت دی۔ مگر محترمہ کی فلائٹ اس دوران' Emirates Air Line کی فلائٹ ٹیک آف کر چکی تھی اس نے بارہ بجے روانہ ہونا تھا وہ بارہ بجے روانہ ہو گئی اور انہوں نے بھی اتنی اخلاقی جرأت کا مظاہرہ نہیں کیا کہ ٹیک آف کرنے سے پہلے بتا دیتے کہ وہ فلائٹ جارہی ہے اور بورڈنگ کارڈ ایشو ہونے کے باوجود وہ فلائٹ ٹیک آف کر گئی جو بذات خود ایک غیر اخلاقی اور غیر قانونی فعل تھا۔ Emirates Air Line کے خلاف بھی ہمارے سخت جذبات ہیں لیکن سب سے بڑی بات یہ ہے جناب چیئرمین! کہ وزیر موصوف کی یقین دہانیوں کے باوجود' یہ کوئی خفیہ ہاتھ ہے ۔مجھے تو یہ لگتا ہے کہ یہاں پر there is a government within the government کہ منسٹری کہتی ہے کہ ہم نے ایسا حکم جاری نہیں کیا اور وہاں پر ایسےحکم موجود ہیں ہم یہ سوال کرتے ہیں کہ وہ حکم تو آپ نے واپس لے لیا تھا کیا وزارت داخلہ نے چوہدری صاحب ! میں آپ سے پر زور گزارش کروں گا کہ کیا آپ نے اس ڈائریکٹر ایف آئی اے کی جواب طلبی کی اس کے خلاف کوئی explanation call کیا' کیا اس کے خلاف کوئی انضباتی کارروائی آپ نے کی کہ آخر اس نے اس قسم کا حکم کیوں جاری کیا اور اس طرح آپ کی یقین دہانیوں کے باوجود آج بھی مجھے اپنے بارے میں بھی یہ پتا چلا ہے۔ چوہدری صاحب بار بار کہتے ہیں کہ نام نہیں ہیں لیکن نام موجود ہیں مختلف پارلیمنٹیرین کے نام exit control list پر موجود ہیں وہ کہتے ہیں کہ نہیں جی' لیکن ہیں ۔ میں ایک بار جارہا تھا' ابھی کی بات نہیں دو مہینے پہلے کی بات ہےمسلسل فون کرنے کے بعد یعنی یہ

اپریل کے مہینے میں۔ یہ چوہدری صاحب ایک بات کہتے ہیں اور ایف آئی اے کے ڈائریکٹر اور امیگریشن ڈیپارٹمنٹ جو ہے وہ کوئی اور بات کہتا ہے کہ نہیں جی پابندی ہے تو چوہدری صاحب اس بات کی وضاحت کریں اپنا بھی وقار اور پارلیمنٹیرین کا بھی وقار، ہاؤس کے وقار کا بھی خیال کریں اور ایسے نااہل عہدے داران جو کہ آپ کے احکامات کی خلاف ورزی کر رہے ہیں اور آپ کی یقین دہانیوں کی بھی خلاف ورزی کر رہے ہیں ان کے خلاف سخت ترین کارروائی کی جائے اور اس کے اوپر ہم سخت مذمت کرتے ہیں کہ سابق وزیر اعظم کے ساتھ اس طرح کا سلوک کیا گیا اور انہیں اس طرح سے زچ کیا گیا، حراساں کیا گیا۔ ائیر پورٹ پر اڑھائی تین گھنٹے تک بیٹھے رہے، وہ فلائٹ مس ہوئی ۔ پھر دوسری فلائٹ پر جانا پڑا تمام ان کا time schedule تھا اور جو زحمت دیتے ہیں اس طرح جناب آپ ہی کی بدنامی ہے آپ اپنے آپ کو بد نام کرنا چاہتے ہیں تو کریں شوق سے کریں ۔ شکریہ جناب ۔

جناب چیئرمین ۔ جی جناب چوہدری شجاعت حسین صاحب ۔

چوہدری شجاعت حسین ۔ جناب والا! پہلے بھی میں گزارش کر چکا ہوں یہ بالکل درست ہے کہ یہ واقعہ ہوا اور یہ واقعہ اس طریقے سے نہیں ہونا چاہیئے تھا، میں لندن میں تھا تو وہاں پر مجھے جب اطلاع دی گئی تو میں نے وزارت داخلہ کو یہ کہا کہ آپ اس کی تردید ہی نہ کریں بلکہ معذرت بھی ساتھ دیں کہ اس طرح کا واقعہ غلط فہمی کی بنا پر ہوا انہوں نے مجھے بتایا کہ یہ غلط فہمی کی بنا پر ہوا ہے، اور اس کو ختم کیا جائے ۔ جہاں تک جناب! معزز سینیٹر کی باقی باتوں کا تعلق ہے ہم نے تو کہہ دیا کہ ہم نے کسی کا نام نہیں رکھا تھا ۔ لیکن جب ان کا دور تھا تو میاں نواز شریف صاحب کو روکا جاتا تھا ان کے والد صاحب کو روکا جاتا تھا مجھے روکا جاتا تھا تو بڑی ٹھٹھائی کے ساتھ کہتے تھے کہ ہاں ہم نے روکا ہے اور ہم آپ کو باہر نہیں جانے دیں گے لیکن اس کے بعد عدالتیں ہمیں اجازت دے دیا کرتی تھیں جہاں تک باقی پارلیمنٹیرینز کا تعلق ہے تو چند ایک پارلیمنٹیرینز ایسے ہیں جن کو عدالتوں نے کہا کہ ان کو ECL پر رکھیں ان میں ہماری اپنی پارٹی کے بھی ایک دو ممبر ہیں ۔ اس لئے کوئی ایسی بات نہیں ۔

سید اقبال حیدر۔ ان کے ذرا نام بتا دیں جناب ۔

چوہدری شجاعت حسین ۔ جی ان کے نام کل میں لے آؤں گا میں آپ کو سارے

نام بتا دوں گا کسی ایک کا نام بتانے کی ضرورت نہیں ۔ تو بہر حال یہ ایک غلط فہمی کیبنا پر سارا واقعہ پیش آیا تھا نہیں ہونا چاہیئے تھا اور آئندہ کے لئے یہ کہا گیا ہے کہ اس طرح کا واقعہ پیش نہیں ہونا چاہیئے ۔

جناب چیئرمین ۔ ڈاکٹر حئی صاحب کی بات پہلے سن لیں پھر آپ کی بات سنتے ہیں۔ جی ڈاکٹر صاحب ۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ ۔ شکریہ جناب چیئرمین صاحب ! اس وقت میں حکومت کی توجہ ملک کے ایک اہم مسئلے کی طرف دلانا چاہتا ہوں یہ امن و امان کی جو صورت حال ہے وہ انتہائی پریشان کن اور تشویش ناک ہے ۔

جناب چیئرمین۔ کوئی پوائنٹ آف آرڈر کی بات تو نہیں ہے ۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ۔ جناب والا! لوگ مارے جا رہے ہیں ،قتل و غارت ہو رہی ہے۔

جناب چیئرمین۔ جی وہ صحیح بات ہے لیکن سارے ملک کے امن و امان کی صورت حال آپ کیسے ایک پوائنٹ آف آرڈر پر بیان کریں گے ۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ۔ جناب والا! سارے ملک کا نہ سہی بلکہ کم از کم میں اتنی گزارش کروں گا------

(مداخلت)

جناب چیئرمین۔ میں اس لئے عرض کر رہا ہوں کہ میرے پاس میاں رضا ربانی صاحب کا ایک ایڈجرنمنٹ موشن بھی آیا تھا اور بھی ممبران کا law and order پر تو میں نے اس کو اس لئے ایڈمٹ نہیں کیا کہ اس وقت سپریم کورٹ میں یہ معاملہ زیر بحث ہے اور غور ہو رہا ہے اور چیف جسٹس صاحب لاہور اور کراچی میں بھی اس کو دیکھ رہے ہیں تو اس لئے میں نے اس کو مناسب نہیں سمجھا تو اگر میں آپ کو پوائنٹ آف آرڈر پر اجازت دے دوں تو وہ مناسب نہیں ہو گا کیونکہ میں نے ان کا ایڈجرنمنٹ موشن ایڈمٹ نہیں کیا تو میں آپ کا پوائنٹ آف آرڈر کیسے مان لوں ۔ وہ بھی مجھ سے گلہ کریں گے کہ یہ دیکھیں کہ پوائنٹ آف آرڈر پر اجازت دے دی اور ایڈجرنمنٹ پر نہیں دیتے ہو۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ ۔ جناب والا! میں آپ سے ایک عرض کرتا ہوں کہ آپ ہمیں بھی مطمئن کریں کہ ملک کے اندر دونوں ایوانوں کا اجلاس ہو رہا ہے ۔ کیا یہ لوگوں سے متعلق مسئلہ ہے کہ نہیں ہے۔

جناب چیئرمین۔ بالکل ہے لیکن اس کا بھی ایک طریقہ کار ہوتا ہے۔یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ پوائنٹ آف آرڈر یہ ہوتا ہے کہ اگر کوئی چھوٹی سی بات ہو۔ یہ تو بڑا مسئلہ ہے۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ۔ جناب والا! تو جتنا بڑا مسئلہ ہو ۔ اس پر اتنی ہی زیادہ توجہ دی جاتی ہے۔ اگر آپ اس کی اجازت نہیں دیں گے تو یہ کیسے حل ہو گا ۔

جناب چیئرمین ۔یہ تو بڑا مسئلہ ہے۔ اس کو طریقے سے حل کریں گے ۔ اگر مجھے اجازت دینی ہوتی تو میں پہلے ان کو دیتا کیونکہ ان کا موشن آیا ہوا ہے ۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ۔ جناب والا! اگر آپ اس ایوان میں بحث کرنے کی اجازت نہیں دیں گے تو پھر کیا لوگ سڑکوں پر بحث کریں گے ۔

جناب چیئرمین۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر پر مناسب نہیں ہے۔ کسی اور طریقے سے کریں۔

ڈاکٹر عبدالحئی۔ تو پھر ایڈجرنمنٹ موشن پر اجازت دیں ۔

جناب چیئرمین۔ پہلے ہی میاں رضا ربانی کا موشن آیا تھا تو میں نے انکار کر دیا تھا ۔ اسی لئے میں آپ کو یہ کہہ رہا ہوں ۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ۔ جناب والا! ایک اور مسئلے پر تو اجازت دیں ۔

جناب چیئرمین۔ جی اور مسئلہ بتائیں ۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ۔ جناب والا! اس پر تو آپ اجازت دیں گے ۔ اس وقت ملک میں مردم شماری کی بات ہو رہی ہے بلکہ اعلان ہو چکا ہے کہ اکتوبر کے آخر میں مردم شماری ہو گی۔ یہ اپنی جگہ حقیقت ہے کہ پاکستان میں افغانستان کی مداخلت کی وجہ سے بے شمار غیر ملکی بشمول افغان مہاجرین کے موجود ہیں ، لاکھوں کی تعداد میں موجود ہیں اور اس سے پورے ملک کی معیشت متاثر ہو رہی ہے اور یہ حقیقت ہے کہ یہ غیر ملکی بشمول افغان مہاجرین کے لاکھوں

کی تعداد میں کراچی ' بلوچستان' اسلام آباد' صوبہ سرحد اور ہر جگہ ہیں۔ آخر ان کی موجودگی' نہ صرف یہ کہ ان کے پاس جائیدادیں ہیں' قانونی جو کاغذات ہیں وہ ان کے پاس ہیں ' پاسپورٹ ہیں' شناختی کارڈ ہیں' اس سے پہلے بہت سے لوگ پچھلے الیکشن میں ووٹ دے چکے ہیں ۔ کم وبیش اٹھارہ سال سے وہ یہاں پر آباد ہیں۔ آخر حکومت ہمیں یہ سمجھائے کہ ان لاکھوں کی تعداد کی موجودگی کی وجہ سے ہم لوگ متاثر ہو رہے ہیں' سارا ملک متاثر ہو رہا ہے ' بلوچستان خاص طور سے متاثر ہو رہا ہے۔ ہمارا قومی تشخص برباد ہو رہا ہے۔ آخر اس معزز ایوان کو اس مسئلے کے متعلق سمجھایا جائے کہ یہ جو اکتوبر میں شماریات کروائیں گے۔ ان کو جناب چیئرمین صاحب! اس سے پہلے آپ کے علم میں ہے کہ پچھلی حکومت میں بھی ہم نے یہ مسئلہ اٹھایا تھا ۔ اس وقت کے وزیر داخلہ نے یہ فرمایا تھا کہ ہم پہلے ان کے ڈویژن وائیز شناختی کارڈ ختم کریں گے ' ان کے پاسپورٹ ختم کریں گے اور بتدریج ان کو واپس بھیجیں گے اور اس سلسلے میں یہ بھی اپنی جگہ حقیقت ہے کہ اس پر کوئی عمل درآمد نہیں ہوا صرف باتیں ہوئیں اور یہ کہا تھا کہ ہم پہلے کوئٹہ ڈویژن سے شروع کریں گے ۔ وہ بھی نہیں ہوا ۔ اب تو انہوں نے اعلان بھی کر دیا ہے اور یہ ایک بہت اچھی بات ہے مگر ہمیں یہ سمجھایا جائے ۔ ان کے لئے دو صورتیں ہو سکتی ہیں جو ہم سمجھتے ہیں۔ اگر ممکن ہو تو تمام غیر ملکی بشمول افغان مہاجرین کے' ان کو واپس بھیجا جائے' اگر اس میں ان کو مشکلات پیش آتی ہیں تو ان کو کیمپوں تک محدود کریں ۔ دس ' بارہ روز کے لئے حکومت اخراجات برداشت کرے۔

جناب والا! ان سب کی موجودگی میں جیسا کہ ہماری سٹیٹ مشینری ہے' جیسے اور چیزوں میں ہم ناکام ہیں' ان کی موجودگی میں یہ با اثر لوگ ہیں' ان کے پاس ذرائع ہیں' پیسے ہیں' دولت ہے' جو کروڑوں روپے کی جائیداد یہاں بنا سکتے ہیں تو اپنے نام کا بھی اندراج کرا سکتے ہیں۔ جو غیر قانونی طور پر شناختی کارڈ اور پاسپورٹ حاصل کر سکتے ہیں تو ان کے لئے اندراج کرانا کونسا مسئلہ ہے۔ تو ہمارے لئے تو یہ موت و زیست کا مسئلہ ہے ۔ بلوچستان اور خاص طور پر سارے ملک کے عوام کے لئے موت و زیست کا مسئلہ ہے ۔ تو ہمیں یہ مطمئن کریں کہ اس مسئلے کو یہ کس طرح کنٹرول کریں گے ۔جناب والا! پچھلی حکومت میں کم و بیش بلوچستان کی تمام سیاسی جماعتیں سوائے دو تین جماعتوں کے ' ہم وزیر اعظم کے پاس گئے تھے اور مطالبہ کیا تھا کہ جب تک یہ لوگ موجود ہیں اس وقت تک مردم شماری نہیں ہونی چاہئیے۔ پہلے ان کا انخلاء ہو اس کے

بعد مردم شماری کرائی جائے ۔ اب ہمارا یہ مطالبہ ہے کہ ان کا انخلاء فوری ہو ' یہ بہت اہم اور ضروری ہے ۔ یہ اس پر توجہ دیں یا ہمیں مطمئن کریں کے واقعی یہ جو شماریات ہوں گے اس میں تمام غیر ملکی ہوں گے ' ایک ایک آدمی بھی چاہیے بلوچستان ہو ' سندھ ہو ' پنجاب ہو ' صوبہ سرحد ہو ' ان کا درج نہیں ہو گا۔ حقیقی معنوں میں جو ہماری اپنی آبادی ہے وہ شماریات میں آئے۔ ہم اس کے بارے میں policy statement چاہتے ہیں کہ موجودہ حکومت کی کیا پالیسی ہے۔

جناب چیئرمین۔ جی خواجہ قطب الدین صاحب۔

خواجہ قطب الدین ۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جو نہ ادھر رہ سکتے ہیں اور نہ اُدھر رہ سکتے ہیں ' بعض اپنے آپ کو پاکستانی کہتے ہیں ' بعض لوگ نے پاکستان کی patriotism express کرتے کرتے وہ اس position پر پہنچ گئے ۔ تو یہ ایک بڑا گھمبیر مسئلہ ہے ۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ سینٹ میں خاص طور پر اس پر discussion کی جائے تاکہ اس پر government policy واضح طور پر سامنے آئے ۔

جناب چیئرمین۔ صحیح بات ہے ' تو آپ اس طرح کریں اس پر کوئی motion دیں تو پھر discussion ہو گا مناسب وقت پر ' I don't think it is possible in this session because I think it is going to be a short session لیکن یہ واقعی it requires a lot of arguments and lot of discussion پچھلی دفعہ بھی یہ آیا تھا اور اس وقت تجویز گئی تھی کہ جی اگر نئے شناختی کارڈ بن جائیں جو computerised ہوں تاکہ جو واقعی پاکستان کے شہری ہیں ان کو کارڈ ملے ' پھر شماریات والی بات ہو ۔ بہرحال یہ لمبی بات ہے اس پر جھگڑے میں کیا پڑنا۔ یہ point of order والی بات نہیں ہے ۔

خواجہ قطب الدین۔ ٹھیک ہے جناب۔

جناب چیئرمین: جی سرتاج عزیز صاحب you want to say anything on this ۔

جناب سرتاج عزیز۔ اس پر میں مختصراً بات کروں گا۔ اس پر صوبہ سرحد میں بھی اور بلوچستان میں بھی یہ مسئلہ زیادہ سنجیدہ ہے کہ وہاں تعداد زیادہ ہے ' کراچی میں بھی ان کے بہت illegal immigrants ہیں تو اس پر جو ہماری Population Census Organizations ہیں انہوں نے کافی کام کیا ہے بلکہ جو Secretary Statatics ہیں وہ آج کل اسی مقصد کے لئے کوئٹہ

میں ہیں اور اس میں جو بنیادی approach ہے وہ یہی ہے کہ provincial government کو ، چاہے ان کے پاس کارڈ ہیں یا نہیں ہیں ان کو معلوم ہے کہ کون سے لوگ افغان ہیں اور کون سے پاکستانی ہیں۔ تو وہاں پر اس طرح کے اسپیشل انتظام کئے جا رہے ہیں کہ جو Census کا فارم ہے اس میں main تو پاکستانی ہیں اور جو non-Pakistani ہیں ان کے لئے الگ کالم ہے کہ they are other nationalities۔ تو اگر ان کا count ہو گا بھی تو they will not be categorised, as that will give them a basis to be excluded from counting تو اس کے لئے Division-wise, District-wise کمیٹیوں کے ذریعے اور جو مقامی شہری ہیں ان کے ذریعے بھی انتظام کئے جا رہے ہیں ، جو Census کا سٹاف ہو گا وہ زیادہ تر provincial ہو گا۔ Frontier Government نے تو کہا ہے کہ ہمیں کوئی دقت نہیں ہو گی۔ we know where they are, we know who are Afghans, who are not Afghans. بلوچستان میں ابھی انتظام نہیں ہوا۔ انشاء اللہ اگلے مہینے تک Census کے انتظامات complete ہو جائیں گے تو میں اس پر تفصیلی بیان دے سکتا ہوں، نہ صرف یہ بلکہ باقی پہلوؤں پر بھی، کیونکہ میرا خیال ہے یہ پارلیمنٹ کے باقی تمام ممبران کا فرض ہے کہ ہمارے ہاں اچھی Census ہو۔ چھ سال پہلے ہی delay ہو چکا ہے اور ہم لبنان نہیں بننا چاہتے کہ چھوٹے چھوٹے مسائل کی وجہ سے ہمارے ہاں صحیح Census ہو نہ سکے۔ انشاء اللہ اس دفعہ ہمارا پکا ارادہ ہے کہ ہم صحیح Census کرائیں گے اور وقت پر کرائیں گے۔

جناب چیئرمین۔ جی رضا ربانی صاحب۔

میاں رضا ربانی ۔ جناب چیئرمین صاحب! ابھی آپ جب سینیٹر حئی صاحب کا جواب دے رہے تھے تو پتا چلا کہ جو اپوزیشن نے law and order پر دیا ہے ۔ I would not like to tax you at this time because we are running short of time but I would just humbly submit sir, that if you will allow us tomorrow five minutes for me to try and convince you.

جناب چیئرمین۔ نہیں دیکھیں اس میں یہ ہوتا ہے کہ normally when I reject a motion in Chamber you can come to me in Chamber and convince me for ten

minutes there. تو پھر اس کو ہاؤس میں لانا مناسب نہیں ہوتا but if you convince me in the Chamber کہ جی نہیں آپ نے صحیح فیصلہ نہیں کیا تو I can review my فیصلہ also -

Mian Raza Rabbani: Right sir, then we will come into your Chamber tomorrow and we will try and convince you to review your decision.

جناب چیئرمین: ہاں، بالکل صحیح ہے۔

میاں رضا ربانی - شکریہ جناب چیئرمین -

جناب چیئرمین - جی جناب ڈاکٹر اسمٰعیل بلیدی صاحب، لمبی بات نہیں کرنی اب 9 بجنے والے ہیں۔

ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی - میں نے دو دفعہ یہاں یہ point raise کیا تھا کہ وہ جو وزیر اعظم صاحب نے 300 روپے کا اعلان کیا تھا، وہ اب تک پورے بلوچستان والوں کو نہیں ملا ہے۔ اس کا اعلان اپریل سے ہوا تھا۔ وہاں پر وزیر اعلیٰ نے یہ وعدہ کیا ہے اور notification جاری کیا ہے کہ ہم اس کو 1st July سے دیں گے۔ جبکہ ملک کے تینوں صوبوں کو اپریل سے مل چکا ہے۔

جناب چیئرمین - نہیں تو یہ وزیر اعلیٰ نے اعلان کیا ہے۔

ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی - وزیر اعظم نے جو اعلان کیا اس کے مطابق صوبے کو ملنا چاہئے - ایک دفعہ شجاعت صاحب نے مجھے یقین دہانی کرائی کہ اس کا ہم بندوبست کریں گے کہ وہ ان کو ملنا چاہئے۔ تو میں ان کو کہتا ہوں کہ آپ مجھے مطمئن کریں کہ اس کی کیا وجہ ہے۔ آیا بلوچستان کا صوبہ پاکستان کا حصہ نہیں ہے۔ اگر ہے تو جب تینوں صوبوں کو with effect from اپریل ملتا ہے تو بلوچستان والے ملازمین کے لئے یہ یک طرفہ کارروائی کیوں ہو رہی ہے۔

جناب چیئرمین : آپ بلوچستان کے صوبائی ملازموں کی بات کر رہے ہیں یا فیڈرل ملازمین کی۔

ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی : وزیر اعظم کا اعلان سب کے لئے تھا۔ پورے ملک کے لئے تھا۔

جناب چیئرمین : جی سرتاج عزیز صاحب۔

جناب سرتاج عزیز: جناب چیئرمین! ظاہر ہے کہ وزیراعظم کا اعلان فیڈرل ملازمین کے لئے تھا اور تمام فیڈرل ملازمین کو یہ مل رہا ہے چاہے وہ بلوچستان میں ہیں یا کسی اور صوبے ہیں یا مرکز میں ہیں۔ باقی نہ صرف صوبوں کو بلکہ تمام محکموں اور کارپوریشنوں کو جو اس کا financial burden تھا وہ خود برداشت کرنا تھا۔ بجٹ میں سے ہم نے کسی کے لئے سپیشل allocation نہیں کی ہے۔ میرا خیال ہے کہ شاید سندھ میں بھی یکم اپریل سے نہیں کیا ہے۔ انہوں نے اپنے وسائل کے مطابق فیصلہ کیا ہے۔ بلوچستان حکومت کا فیصلہ تھا کہ ہمارے پاس وسائل اپریل سے نہیں ہیں' جولائی سے ہیں تو انہوں نے جولائی سے شروع کیا ہے۔ اس میں فیڈرل گورنمنٹ کی کوئی ذمہ داری نہیں ہے کہ وہ اس مقصد کے لئے صوبائی حکومت کو پابند کرے۔

جناب چیئرمین: مطلب ہے کہ جہاں تک فیڈرل گورنمنٹ کا تعلق ہے۔ All employees are being paid from the 1st of July. جی جناب خواجہ صاحب۔

خواجہ قطب الدین: جناب چیئرمین' فنانس منسٹر نے census کے بارے میں کہا ہے۔ Which has got the very far reaching implications. Census کا مطلب صرف یہ ہے کہ آپ number of people count کریں گے۔ اب آپ نے اپنے فارم میں اگر various columns رکھے ہوئے ہیں کہ کون کہاں کا ہے' کون کدھر کا ہے Then a lot of political expediencies will come into play. تو اگر ایسی کوئی چیز ہے تو میرے خیال سے سینٹ کے سامنے لایا جائے census سے پہلے کہ آپ کس طرح سے census کریں گے۔ census کا basic مطلب یہ ہے کہ the man goes and knocks on the door کہ کتنے لوگ ہیں۔ وہ صرف نوٹ کریں اور لے کر آئیں۔ اگر اس کو کوئی شک ہے تو ان سے شناختی کارڈ پوچھ لیں یا محلے والوں سے پوچھ لیں کہ وہ وہاں موجود رہتے ہیں یا نہیں رہتے ہیں۔ کیا conditions ہوں گے۔ کیا conditionalities ہوں گی۔ تو پھر وہ census نہیں ہوا۔ Then it is going to be a managed thing تو وہاں یہ بڑی implications پیدا ہو جائیں گے۔ تو اگر یہ census کے فارمز وغیرہ جو کچھ بھی بنائے ہیں۔ جو modus operandi ہے تو لا کر full discuss کریں۔ As far as I understand census means only you have to make a head count.

جناب چیئرمین: اس میں یہ ہے کہ

As was pointed out, it is a matter requiring considerable discussions. Either you can bring a motion for discussion in the House or it can be discussed in the Committee. Perhaps more effectively in the Committee where the Government can come forward and give you their point of view and may be the honourable Senators can give their point of view. So, that will be more effective. It is a very important matter and I think it should be discussed.

جی جناب جالب صاحب۔

جناب حبیب جالب بلوچ: جناب چیئرمین! میں بھی اسی census سے متعلق عرض کرنا چاہتا ہوں۔ منسٹر صاحب نے جس انداز میں جواب دیا ان سے میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ افغان مہاجرین یا وہ غیر ملکی جو غیر قانونی طور پر اس وقت پاکستان میں مقیم ہیں، ان کی بہت بڑی تعداد ہے جیسا کہ بیان کیا گیا ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ان کو differentiate کرنے کے لئے افغان کمشنریٹ کے پاس ان کی لسٹیں ہوتی ہیں۔ UNO کے پاس لسٹیں ہوتی ہیں، جنہوں نے امداد فراہم کی تھی۔ اس کے علاوہ وزیر داخلہ صاحب کافی effective ہو سکتے ہیں۔ پولیس ریکارڈ اور لیویز ریکارڈ وغیرہ سے ان کو جمع کیا جا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ community involvement یا different parties کی involvement کے ذریعے معلوم کیا جا سکتا ہے کہ کون کیا ہے۔

اس کے علاوہ سب سے اہم مسئلہ یہ ہے کہ وہ مہاجرین جو موجود ہیں، جو شہروں میں کسی نہ کسی شکل میں گھل مل گئے ہیں، ان کو differentiate کرنا ایک انتہائی مشکل کام ہے۔ اس میں جب تک فیڈرل گورنمنٹ صوبائی حکومتوں کی مدد نہیں کرتی، میں یہ نہیں سمجھ سکتا کہ یہ کام effective انداز میں ہو سکے گا اور census شفاف اور غیر جانبدار ہو سکیں گے۔ اس کے علاوہ اہم مسئلہ یہ ہے کہ روزانہ ۲۰، ۳۰ گاڑیاں چاہے بسیں ہوں، ٹرک ہوں یا پک اپ ہوں آج بھی افغان مہاجرین سے بھرے ہوئے داخل ہو رہے ہیں۔ وہ جو پہلے سے موجود ہیں ان کو آپ differentiate کیسے کریں گے اور جو آ رہے ہیں ان کو کون differentiate کرے گا۔ یہ ایسا مسئلہ ہے جو کہ فیڈرل گورنمنٹ کا subject ہے اور اس سلسلے میں ان کو کیمپوں تک محدود کر دینا یا جو میں سب سے اہم سمجھتا ہوں وہ یہ ہے کہ افغانستان کے پر امن علاقے موجود ہیں۔ میں

منسٹر صاحب کی توجہ اس جانب مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ اس وقت افغانستان میں ۷ ایسے صوبے ہیں جن میں امن ہے۔ قندہار، غزنی، لشکر گاہ، نمروز، ہرات اور جلال آباد میں بالکل امن قائم ہے اور وہاں اس وقت لوکل ٹیلیفون ہمارے پاکستان کے چلتے ہیں ۔ ہمارے آفیسرز وہاں ان کو چلا رہے ہیں اسلام آباد تا جلال آباد لوکل کال ہے ، جی میں آپ کو بتاؤں کہ پاکستان کی جلال آباد سے کابل تک لوکل کال ہے۔ تو یہ سب کچھ ہو رہا ہے تو بہتر یہ ہے کہ یہ ہمارے جو مہمان جو اتنا عرصہ رہے ہیں ان کو پرامن علاقوں میں رکھیں اور ہم یہ recommend کرتے ہیں کہ ایک کروڑ بندوں کے لئے آٹا کا کوٹہ مخصوص کریں UNO سے بھی ڈیمانڈ کر لیا جائے ۔

جناب چیئرمین۔ تو بات وہی ہوئی ناں کہ یہ بڑا اہم مسئلہ ہے اس کو پھر proper طریقے سے discuss کیا جائے ۔ تو وہ جو ان کی تجویز تھی کہ موشن لایا جائے یا ہاؤس میں بحث کرلیں اس پر یا کمیٹی میں کریں ۔ کمیٹی میں شاید زیادہ بہتر رہے گا ۔ اور یہ کونسی کمیٹی ہوگی فنانس کمیٹی میں کریں۔

خواجہ قطب الدین۔ جناب ہاؤس میں discuss کریں illegal immigrants کے بارے میں because اگر ایک hypothetical question ہے جو کہ، اب وزیر داخلہ موجود ہیں supposing they deduct ten thousand Bangalies in Karachi, these are illegal immigrants, can they deport them to Bengal یہ ساری باتیں ہاؤس میں ہونی چاہئیں ۔

جناب چیئرمین۔ ہاؤس میں کریں یہ آپ فیصلہ کرلیں ناں راجہ صاحب سے discuss کرلیں یا موشن لے آئیں ہاؤس میں ہوجائے یا کمیٹی میں کرلیں۔

what ever you decide between yourself. So, now I think it is already nine O clock, so the House is adjourned to meet again tomorrow at three p.m.

[Then the House was adjourned to meet again tomorrow at three of the clock in the evening]